خطباتِ ترابی

جلد دہم

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

محبت الٰہی کی چاشنی

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 165 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت مقامات و درجات میں سب سے انتہائی درجہ رکھتی ہے اور اس بات پر اُمّت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا

فرض ہے۔ نبی پاک ﷺ نے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے چنانچہ اس ضمن میں چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ایمان کیا ہے؟

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل کی جلد 5 کے صفحہ نمبر 470 پر حدیث نمبر 16194 نقل ہے۔ حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں۔

☆مومن کون؟

حدیث شریف = مسند امام احمد بن حنبل کی جلد 4 کے صفحہ نمبر 412 پر حدیث نمبر 13150 نقل ہے۔ فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے۔

☆اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3814 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس لیے محبت کرو کہ وہ اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت اس لیے کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرماتا ہے۔

محترم حضرات! ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ہمارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا اور کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے اپنی جان، مال، اولاد، بیوی، والدین، بہن، بھائی اور تمام دوستوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ محبوب نہ ہوجائیں اور اس کا عملی نمونہ ہماری ذات میں نظر آنا چاہیے کیونکہ زبان سے تو ہر لمحہ ہر شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں مگر جب عمل کی بات آتی ہے تو کہیں بھی اس دعوے کی دلیل نظر نہیں آتی لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اس دعوے کو دلیل سے بھی ثابت کرکے دکھائیں جیسا کہ ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بزرگان دین رحمہم اللہ نے اپنے عمل سے ثابت کرکے پوری دنیا پر واضح کردیا کہ ہمارے لیے اپنی جان، مال، اولاد، والدین سے بڑھ کر اگر کوئی شے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے۔

☆ اللہ سے محبت کرنے والوں کے چہرے:

تفسیر کبیر جلد 2 کے صفحہ نمبر 176 پر امام رازی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین آدمیوں پر گزر ہوا جن کے بدن کمزور اور رنگ بدلا ہوا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اس حال کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی دوزخ کی آگ کا خوف۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ خوف خدا رکھنے والوں کو جہنم سے امان نصیب کرے۔ پھر آپ علیہ السلام کا گزر ان کے علاوہ دیگر تین اشخاص پر ہوا جو ان سے بھی زیادہ کمزور تھے اور رنگ ان سے بھی زیادہ بدلا ہوا تھا۔ استفسار فرمایا: تمہاری اس حالت کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جنت کا شوق۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ تمہیں وہ عطا کرے، جس کے تم امیدوار ہو۔

پھر آپ علیہ السلام تین اور آدمیوں کے پاس سے گزرے جو سابقہ دونوں گروہوں سے زیادہ کمزور اور متغیر رنگ والے تھے اور ان کے چہروں پر گویا نور کے آئینے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تمہاری اس حالت کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے جب یہ سنا تو تین مرتبہ فرمایا: مقرب تم ہی ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے

قریب تم ہی ہو۔

محترم حضرات! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جہنم کا خوف رکھنے سے جہنم سے چھٹکارا ملتا ہے۔ جنت کی طلب رکھنے سے جنت جیسی نعمت ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت وہ چیز ہے جس سے رب تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔ چہرے نور کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے صرف اور صرف رب تعالیٰ کی محبت میں اس کے عشق میں اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایسی ہی مثال حضرت رابعہ بصریہ کی سیرت میں بھی ملتی ہے۔

☆ محبت الٰہی کے سبب عبادت:

احیاء العلوم (مترجم) جلد 5 کے صفحہ نمبر 55 پر امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے حضرت رابعہ بصریہ سے فرمایا۔ آپ کے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی جہنم کے خوف اور جنت کی محبت کی وجہ سے نہیں کی کہ میری حالت برے مزدور جیسی ہو بلکہ میں نے اس کی عبادت صرف اس کی محبت اور اس کے شوق کی وجہ سے کی ہے پھر انہوں نے محبت کے بارے میں کچھ اشعار کہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

1......میں تجھ سے دو باتوں کی وجہ سے محبت کرتی ہوں ایک عشق اور دوسرا تو ہی محبت کا اہل ہے۔

2......عشق والی محبت یہ ہے کہ میں تیرے سوا سب کو چھوڑ کر تیرے ذکر میں مشغول ہوں۔

3......اور محبت کا اہل تو ہی ہے کیونکہ تو نے حجابات و پردے اٹھا کر مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔

4......میرے لیے اس محبت میں کوئی تعریف ہے، نہ اس میں بلکہ دونوں میں تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

☆محبت کا بدلہ دیدار الٰہی:

قُوْتُ الْقُلُوْب جلد 2 کے صفحہ نمبر 93 پر نقل ہے۔ حضرت ابوالحسن علی بن موفق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے جنت میں داخل کیا گیا ہے تو میں نے وہاں ایک شخص کو دسترخوان پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے دائیں بائیں دو فرشتے اسے انواع واقسام کی چیزیں کھلا رہے ہیں اور وہ کھا رہا ہے اور ایک شخص کو دیکھا کہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہے۔ لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر بعض کو داخل ہونے دیتا ہے اور بعض کو واپس لوٹا دیتا ہے۔

فرماتے ہیں پھر میں ''حظیرۃ القدس'' کی جانب بڑھا تو عرش کے خیموں میں ایک شخص نظر آیا جو دیدارالٰہی میں مستغرق تھا اور آنکھ نہیں جھپکتا تھا۔ میں نے (خازن جنت) حضرت رضوان علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جواب دیا: یہ معروف کرخی ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت جہنم کے خوف اور جنت کے حصول کے لیے نہیں بلکہ محض اس کی محبت کی وجہ سے کی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں قیامت تک اپنی طرف دیکھنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔

☆محبت الٰہی کے ثمرات:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 14 پر حضرت ہرم بن حیان علیہ الرحمہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ مومن کو جب اپنے رب کی معرفت ہو جاتی ہے تو وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جب اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اس کی رحمت کی طرف متوجہ ہونے کی حلاوت ومٹھاس پالیتا ہے تو دنیا کی طرف خواہش کی نگاہ سے اور آخرت کی طرف سستی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور اس بات سے اسے دنیا میں تھکاوٹ اور آخرت میں راحت ملے گی۔

محترم حضرات! حقیقت یہی ہے کہ محبت الٰہی ہی سب کچھ ہے جو اسے

پالے، پھر وہ کسی چیز کا طالب نہیں رہتا پھر اسے ہر آن مولا کے جلوے نظر آتے ہیں، وہ عشق الٰہی میں کھویا ہوا رہتا ہے پھر اسے کسی چیز میں لطف نہیں آتا، سوائے اپنے مولا کے ذکر کے۔ ہمیں اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت کا سوال کرنا چاہیے کیونکہ محبت الٰہی مانگنا سنت ہے۔ محبوب کبریا ﷺ اپنی دعاؤں میں محبت الٰہی مانگتے تھے چنانچہ حدیث شریف آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ محبت الٰہی کے لیے دعا:

ترمذی شریف کتاب الدعوات میں حدیث نمبر 3501 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ اس طرح دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے، اس کی محبت اور جو تیری محبت کے قریب کردے، اس کی محبت عطا فرما اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا۔

☆ خدا سے محبت کرنے والے میدان محشر میں:

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی کتاب التذکرہ کے صفحہ نمبر 215 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تمام امتوں کو ان کے انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا، کہا جائے

گا، اے اُمّت عیسیٰ ! اے اُمّت موسیٰ ! اے اُمّت محمد! مگر جن پر محبت الٰہی کا غلبہ ہوگا، ان کو اس طرح پکارا جائے گا۔ اے اللہ کے دوستو! اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ۔ تو قریب ہوگا کہ خوشی کے مارے ان کے دل نکل جائیں۔

محترم حضرات! کتنی عظیم بشارت ہے روز محشر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے لیے کہ امتوں کو ان کے انبیاء کی طرف نسبت کر کے پکارا جائے گا اور رحمن سے محبت کرنے والوں کو رب تعالیٰ کا دوست کہہ کر پکارا جائے گا اور اس وقت ان محبان رحمن پر ایسی کیفیت طاری ہوگی کہ وہ محسوس کریں گے کہ کہیں اس خوشی کے مارے ہمارے دل نہ نکل جائیں۔ یہ ان خوش نصیبوں کے لیے محشر کے دن انعام ہوگا جنہوں نے ہر کام محبت الٰہی میں کیا اور عشق رحمن میں وہ ہر آن مبتلا رہے۔

☆عشق الٰہی کی چاشنی:

قُوۡتُ الۡقُلُوۡب جلد 2 صفحہ نمبر 86 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت زلیخا جب ایمان لے آئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوگئیں تو وہ آپ علیہ السلام سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ کی ہو رہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام دن کے وقت انہیں بلاتے تو وہ آپ

کورات کا کہہ دیتیں اور جب آپ انہیں رات کے وقت بلاتے تو وہ دن پر ٹال دیتیں اور ان سے عرض کرتیں ''میں اللہ تعالیٰ کی معرفت سے قبل آپ سے محبت کرتی تھی لیکن جب سے مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی ہے۔ اس ذات کی محبت نے میرے دل میں اپنے سوا کسی کی محبت کو باقی نہیں چھوڑا اور میں اس محبت کا بدل نہیں چاہتی۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: مجھے اللہ نے ہی اس کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ تیرے بطن سے دو لڑکے پیدا فرمائے گا اور ان دونوں کو منصب نبوت عطا فرمائے گا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کی اگر اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے اور مجھے اس کا ذریعہ بنایا ہے تو حکم الٰہی کے سامنے سرخم تسلیم ہے چنانچہ انہوں نے خلوت لے لی۔

☆ تفسیر روح البیان جلد 8 کے صفحہ نمبر 388 پر نقل ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص خالص محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیتا ہے تو یہ اس کو طلب دنیا سے دور کر دیتا ہے اور اس کو تمام انسانوں سے وحشت دلاتا ہے۔

☆ محب محبوب کے ساتھ ہوگا:

ترمذی شریف کتاب الزہد پر حدیث نمبر 2392 نقل ہے۔ ایک اعرابی

نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ ! قیامت کب آئے گی؟ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کی: میں نے اس کے لیے بہت زیادہ نمازیں اور روزے تو جمع نہیں کیے البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو جتنا اس بات پر خوش ہوتے دیکھا، اتنا کسی اور بات پر خوش ہوتے نہ دیکھا۔

(مسند امام احمد جلد 4، صفحہ نمبر 398، حدیث نمبر 13066)

محترم حضرات! ہمارے پاس تو کوئی نیک عمل نہیں، نہ نمازیں ہیں، نہ روزے ہیں، نہ زکوٰۃ جیسا عمل ہے، نہ حج ہیں، نہ صدقات وخیرات ہیں۔ اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ کریم اور رسول کریم ﷺ کی لازوال محبت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہی محبت ہمیں جنت میں لے جائے گی۔

☆ محبت الٰہی کسے نصیب ہوتی ہے؟

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 69 پر نقل ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو اپنے رب کو پہچان لیتا ہے۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جو دنیا کو پہچان لیتا ہے وہ اس سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے اور مومن لہو ولعب میں پڑ کر غفلت کا شکار نہیں ہوتا، پس اگر وہ غور وفکر کرتا ہے تو غمزدہ ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ سے محبت کرنے والا موت سے محبت کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا اس کی ملاقات کے لیے بے چین رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ موت محبوب کی ملاقات کا سبب ہے چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے وصال کا قصہ سنیے۔

ترمذی شریف کتاب الزہد میں حدیث نمبر 2357 نقل ہے۔ جب ملک الموت علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے دوست کو موت دیتا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: کیا تم نے کوئی محب دیکھا ہے جو اپنے محبوب کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے موت کے فرشتے! اب روح قبض کرلو۔

محترم حضرات! یہ مقام وہی پا سکتا ہے جو اپنے مولائے کریم کی محبت میں

ڈوب چکا ہو، جس نے عشق الٰہی کا مزہ چکھ لیا ہو پھر اس کا رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی محبوب نہیں ہوتا کہ اس کی طرف توجہ کرے۔

☆محبت الٰہی پر انعام:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 93 پر نقل فرماتے ہیں۔ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے داؤد! زمین والوں کو یہ بات پہنچا دو کہ میں اس کا حبیب ہوں جو مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس کا ہم نشین ہوں، جو میرے پاس بیٹھتا ہے اور اس کا انیس ہوں جو میرے ذکر سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہوں جو میری مصاحبت اختیار کرتا ہے اور اس کو اختیار کرتا ہوں جو مجھے اختیار کرتا ہے اور اس کی بات مانتا ہوں، جو میری اطاعت کرتا ہے۔

جو بندہ اپنے دل اور یقین کے ساتھ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس کو اپنی ذات کے لیے قبول کر لیتا ہوں اور اس سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ میری مخلوق میں کوئی بھی اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ جو میری سچی جستجو کرے گا، وہ مجھے پالے گا اور جو غیر کی جستجو کرے گا، وہ مجھے نہیں پائے گا۔

اے اہل زمین! تم جس دھوکے میں ہو، اسے چھوڑ کر میرے اکرام،

مصاحبت اور ہم نشینی کی طرف آؤ۔ تم مجھ سے محبت کرو۔ میں تمہاری وحشت دور کروں گا اور تمہاری محبت کی طرف جلدی کروں گا کیونکہ میں نے اپنے محبوبوں کے خمیر کو اپنے خلیل ابراہیم، اپنے نبی موسیٰ اور اپنے صفی محمد مصطفی ﷺ کے خمیر سے پیدا فرمایا ہے اور میں نے اپنے مشتاقوں کے دل اپنے نور سے پیدا کیے اور انہیں اپنے جلال سے آسودہ کیا ہے۔

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی صدیق بندے کی طرف الہام فرمایا: میرے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کا چرچا کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں ان پر نظر رحمت فرماتا ہوں۔ اگر تم ان کے راستے پر چلو گے تو میں تم سے محبت کروں گا اور اگر تم نے ان کے راستے سے انحراف کیا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔ (احیاء العلوم، جلد 5، ص 94)

☆ میں اہل محبت کے لیے ہوں:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 212 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ

السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے داؤد! میرا ذکر ذاکرین کے لیے، میری جنت اطاعت گزاروں کے لیے اور میرا دیدار اہل شوق کے لیے ہے اور میں خود اہل محبت کے لیے ہوں۔

☆محبت دنیا محبت الٰہی کو کمزور کرتی ہے:

دلوں میں محبت الٰہی کے کمزور ہونے کا ایک سبب محبت دنیا کی پختگی ہے اور اس میں اہل، مال، اولاد، اقارب، جائیداد، چوپائے، باغات اور تفریحی مقامات کی محبت بھی شامل ہے حتیٰ کہ جو شخص پرندوں کی خوش آوازی اور نسیم سحر کے جھونکوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ وہ بھی دنیاوی نعمتوں کی طرف متوجہ ہے جس کی وجہ سے وہ محبت الٰہی میں کمی کے درپے ہوتا ہے تو جس قدر دنیا سے مانوس ہوگا، اسی قدر اللہ تعالیٰ سے انسیت کم ہوگی اور جس قدر انسان کو دنیا میں دیا جاتا ہے اور اسی قدر آخرت میں سے کم کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح انسان مشرق کے جتنا قریب آئے گا، لازمی طور پر اتنا ہی مغرب سے دور ہو جائے گا اور جتنا اس کی ایک بیوی کا دل خوش ہے۔ اتنا ہی اس کی سوتن کا دل تنگ ہوتا ہے اور دنیا اور آخرت دو سوتنیں ہیں اور دونوں مشرق اور مغرب کی طرح ہیں اور اہل دل کے لیے یہ بات یقینی طور پر آنکھ کے مشاہدے سے بھی زیادہ واضح اور منکشف ہوتی

ہے۔

محترم حضرات! حاصل کلام یہ کہ ہمارے دلوں میں جتنی دنیا کی محبت بڑھے گی۔اس قدر اللہ تعالیٰ کی محبت کم ہوتی جائے گی، اگر ہمیں اپنے دل کو یادِ الٰہی کا آبگینہ بنانا ہے تو پھر دنیا کی محبت کو دل سے نکالنا ہوگا۔ یہاں ایک اور بات بھی عرض کرتا چلوں کہ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے والے آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں، ان پر مصیبتیں اور تکالیف آتی ہیں۔ یہ بات میں نہیں کہتا بلکہ محبوب کبریا ﷺ کے ارشادات میں یہ بات موجود ہے چنانچہ آپ کی خدمت میں حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔

☆محبوب کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے:

حدیث شریف = فردوس الاخبار جلد 2 کے صفحہ نمبر 151 پر حدیث نمبر 976 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے، پس اگر صبر کرے تو اس کو چن لیتا ہے اور اگر راضی رہے تو اس کو برگزیدہ بنالیتا ہے۔

حدیث شریف = فردوس الاخبار جلد 1 کے صفحہ نمبر 151 پر حدیث نمبر 973 نقل ہے۔سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے

سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تو اس کو خالص کر لیتا ہے۔ عرض کی گئی: اس کو خالص کر لینے کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے پاس اہل اور مال نہیں رہنے دیتا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے فرمایا کہ جب تم خود کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا دیکھو اور وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے تو جان لو کہ وہ تمہیں برگزیدہ بنانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد امام غزالی علیہ الرحمہ ایک حکایت نقل فرماتے ہیں۔

☆ حکایت:

کسی مرید نے اپنے شیخ سے کہا: میں کچھ محبت محسوس کرتا ہوں۔ شیخ نے فرمایا: بیٹا! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے علاوہ کسی اور کی محبت میں مبتلا کیا اور تم نے اللہ تعالیٰ کو اس پر فوقیت دی؟ مرید نے جواب دیا نہیں۔ شیخ نے فرمایا: تب تم محبت کی طمع نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالے بغیر کسی بندے کو محبت عطا نہیں فرماتا۔

محترم حضرات! ہمارے اسلاف بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا کیے گیے وہ محبت الٰہی کی اس معراج کو پہنچ گئے تھے کہ ان کو آزمائشوں، مصیبتوں اور تکلیفوں

میں بھی لطف آتا تھا، وہ آزمائشوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کو یہ کہہ کر خوشی خوشی سینے سے لگاتے تھے کہ یہ ہمارے پیارے اللہ کی طرف سے آئی ہے۔

☆مصیبت پہنچنے پر خوشی:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 166 پر نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے کہا: اے اللہ تعالیٰ! ہم سے راضی ہوجا۔ حضرت رابعہ بصریہ نے فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں آتی کہ اس سے رضا کا سوال کرتے ہو اور تم اس سے راضی نہیں ہو۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ وہاں موجود حضرت جعفر بن سلیمان علیہ الرحمہ نے پوچھا: بندہ کب اللہ تعالیٰ سے راضی کہلاتا ہے؟ حضرت رابعہ بصریہ نے فرمایا: جب وہ مصیبت پہنچنے پر اتنا ہی خوش ہو، جتنا نعمت ملنے پر خوش ہوتا ہے۔

محترم حضرات! واقعی اگر کسی کو محبت الٰہی کی مٹھاس مل جائے، عشق الٰہی کی لذت اگر کسی کو لگ جائے تو وہ اپنے محبوب پروردگار کی جانب سے آنے والی ہر چیز کو نعمت سمجھتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے جب اسے اپنایا تو وہ فنا فی اللہ کے مرتبے پر فائز ہوگئے اور ہم صرف زبانی محبت کے دعوے کرتے رہے۔ ہمارے کردار سے کہیں بھی عشق الٰہی نظر نہیں آتا۔ ہمارے عمل میں کہیں بھی محبت الٰہی نظر نہیں آتی۔ ہمارا تو وہ حال ہے کہ پورا سال نعمتیں ملیں اور ایک دن تکلیف

آ جائے تو شکوہ شکایت شروع کر دیتے ہیں، سب کو جا کر بتا دیتے ہیں کہ ہمیں تکلیف پہنچی ہے۔ اے کاش! ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے بن جائیں یا پھر اہل محبت سے محبت کرنے والے بن جائیں۔

☆اہل محبت سے محبت:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 5 کے صفحہ نمبر 119 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے سے محبت کی، اس نے اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کی اور جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم بجالانے والے کی تعظیم کرے، وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم کرتا ہے۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی کہ جو ان سے محبت کرے، وہ بھی خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ یہ انعام ہے اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پر جو ہمارے اسلاف کو ملا، رب تعالیٰ ہمیں بھی ان کے صدقے اپنی سچی محبت نصیب فرمائے اور دونوں جہانوں میں خیر اور بھلائی ہمارا مقدر کر دے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

مہمان نوازی کے فضائل وبرکات

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ بِالۡبُشۡرٰی قَالُوۡا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِیۡذٍ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ہود سے آیت نمبر 69 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ماں کی گود سے لے کر قبر تک کے تمام معاملات اور زندگی کے ہر ہر پہلو کا بیان اس دین میں موجود ہے۔ دین اسلام نے کسی چیز کو بھی نامکمل نہیں چھوڑا، یہی نہیں بلکہ انسانی حقوق و آداب بھی مکمل طور پر اس دین میں موجود ہیں۔ ہمارے رہبر و راہنما آقا و مولا ﷺ نے ہمیں ہر کسی کے حقوق بتائے اور سکھائے مثلاً مومنوں کے حقوق، والدین کے حقوق، بڑوں اور چھوٹوں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، اولاد کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق اور مہمانوں کے حقوق کھول کھول کر ہمیں بتائے اور ہماری تربیت فرمائی۔ آج کی نشست میں آپ کے سامنے مہمان نوازی کے فضائل اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

منقول ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان نوازی فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر رب ذوالجلال نے قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ہود کی آیت نمبر 69 میں فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝

ترجمہ: اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔انہوں نے سلام کہا تو ابراہیم نے سلام کہا۔پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

☆تفسیر روح البیان جلد 4 کے صفحہ نمبر 161 پر اس آیت کے تحت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سادہ رو، نوجوانوں کی حسین شکلوں میں فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی پیدائش کی خوشخبری لے آئے۔فرشتوں نے سلام کہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جواب میں سلام کہا پھر تھوڑی ہی دیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت ہی مہمان نواز تھے اور بغیر مہمان کے کھانا تناول نہ فرماتے۔اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز سے کوئی مہمان نہ آیا تھا۔آپ کو اس کا غم تھا اور جب ان مہمانوں کو دیکھا تو آپ نے ان کے لیے کھانا لانے میں جلدی فرمائی، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں گائے بکثرت تھیں۔اس لیے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت سامنے لایا گیا۔

☆اللہ نے آپ کو کس وجہ سے خلیل بنایا؟

امام بہاء الدین محمد بن احمد مصری شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''**اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنٍّ مُسْتَطْرَف**'' (مترجم) جلد اول کے صفحہ نمبر 431 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس وجہ سے خلیل بنایا؟ ارشاد فرمایا: تین وجوہات کی بناء پر۔

1...... مجھے جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا گیا تو میں نے غیر اللہ کے مقابلے میں اسے اختیار کیا جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

2......جس چیز کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے لیا ہے، میں نے کبھی اس کے لیے اہتمام نہیں کیا اور

3......میں کبھی صبح اور رات کا کھانا مہمان کے بغیر نہیں کھایا۔

محترم حضرات! سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہ خلیل اللہ بننے کی ایک وجہ یہ ہے کہ کبھی آپ علیہ السلام نے صبح اور رات کا کھانا مہمان کے بغیر نہیں کھایا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام ایک ایک میل پیدل مہمان کو تلاش کرنے کے لیے تشریف لے جاتے اور مہمان ملنے پر خوش ہوتے، اسے اپنے گھر لے آتے اور اس کے ساتھ کھانا کھاتے۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ نے بھی اپنے غلاموں کو مہمان نوازی کی تعلیم دی۔ احادیث کی مختلف کتابوں میں نبی پاک ﷺ کے ارشادات موجود ہیں چنانچہ

چنداحادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆مہمان کی عزت کرو:

حدیث شریف: ترمذی شریف (مترجم) ابواب صفۃ القیامۃ جلد دوم کے صفحہ نمبر 166 پر حدیث نمبر 390 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔

☆اچھی طرح مہمان نوازی کرنی چاہیے:

حدیث شریف: ترمذی شریف (مترجم) ابواب البر واصلۃ جلد اول کے صفحہ نمبر 918 پر حدیث نمبر 2033 نقل ہے۔حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اسے اپنے مہمان کی اچھی طرح مہمان نوازی کرنی چاہیے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: پرتکلف مہمانی کب تک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات۔ضیافت تین دن اور تین رات تک ہے۔اس کے بعد صدقہ ہے۔

☆ جنت کی خوشخبری:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور مہمان کی میزبانی کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆ رحمتوں کی برسات:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب تک کسی کا دستر خوان بچھا رہے (مہمان کھاتے رہیں) تب تک فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

☆ خیر و برکت کا نزول:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں (مہمان وغیرہ کو) کھانا کھلایا جاتا ہو، اس (گھر) میں خیر و برکت اس سے بھی تیزی اور جلدی سے آتی ہے، جتنی جلدی اور تیزی سے

اونٹ کی کوہان پر چھری چلتی ہے (کوہان کا گوشت چونکہ لذیذ ہوتا ہے، اس لیے اسی کو کاٹتے ہیں اور چونکہ نرم ہوتا ہے، اسی لیے چھری تیزی سے چلتی ہے)

☆جو حاضر ہو، مہمان کے سامنے پیش کردے:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 287 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے چند اصحاب، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے روٹی اور سرکہ پیش کیا اور کہا: تناول فرمایئے کہ میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سرکہ بہترین سالن ہے، ہلاکت ہے اس آدمی کے لیے کہ جس کے پاس اس کے کچھ بھائی آئیں اور وہ گھر میں موجود چیزوں کو ان کے سامنے پیش کرنے میں اپنی تحقیر سمجھے اور ان کے لیے بھی بربادی ہے جن کے سامنے کچھ پیش کیا جائے اور وہ اسے حقیر خیال کریں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ گھر میں جو کچھ موجود ہو، وہ مہمان کو پیش کردیا جائے۔ اگر کوئی اسے اپنی تحقیر سمجھے تو یہ اس کے لیے بربادی ہے اور مہمان کو چاہیے کہ جو کچھ پیش کیا جائے، اسے حقیر خیال نہ کرے ورنہ اس کے لیے بھی بربادی ہے۔

موجودہ دور میں تو یہ حال ہے کہ میزبان جو کچھ حسب حیثیت مہمان کی خدمت کرسکا، اس نے کی، مگر مہمان جب وہاں سے لوٹتا ہے تو پھر جگہ جگہ میزبان کی برائیاں شروع کردیتا ہے اور یہ کہتا پھرتا ہے کہ اس نے تو کوئی ڈھنگ کا کھانا ہمیں نہیں کھلایا۔ ارے اس نے جو میزبانی کی، اسے میزبانی کہتے ہیں، اس نے تو جان چھڑائی یہ کہہ کہہ کر میزبان کو بدنام کیا جاتا ہے۔ یاد رہے یہ مہمان کے لیے بربادی ہے۔ مہمان کو اس کام سے بچنا چاہیے اگر میزبان کی تعریف نہیں کرسکتا تو برائیاں بھی نہ کرے۔

☆ آنے والے کی خدمت جنتی اعمال میں سے ہے:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 286 پر نقل ہے کہ حضرت حمید الطویل رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ان کی بیماری کی حالت میں کچھ لوگ ان کی عیادت کو آئے تو انہوں نے اپنی کنیز سے فرمایا، جلدی سے کچھ نہ کچھ ہمارے ان دوستوں کے لیے لے کر آؤ چاہے روٹی کا ایک ٹکڑا ہی ہو کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اچھے اخلاق جنتی اعمال میں سے ہیں۔

☆ بدلا مت لو:

حدیث شریف = سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ حدیث نمبر 2013 نقل ہے۔ ترمذی ابی الاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ فرمائیے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا، اس نے میری مہمانی نہیں کی۔ اب وہ میرے یہاں آئے تو اس کی مہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔

☆ مہمان کو دروازے تک رخصت کرنا سنت ہے:

حدیث شریف = ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ میں حدیث نمبر 3358 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔

☆ مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ میزبان تنگ ہو جائے:

حدیث شریف = ترمذی شریف (مترجم) ابواب البر واصلۃ جلد اول کے صفحہ نمبر 918 پر حدیث نمبر 2034 نقل ہے۔ حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ضیافت تین دن ہے۔ پر تکلف مہمان نوازی ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کے بعد جو کچھ اس پر

خرچ کیا جائے، صدقہ ہے اور مہمان کے لیے اتنا ٹھہرنا جائز نہیں جن سے صاحب خانہ تنگ ہو جائے۔

محترم حضرات! اچھے اخلاق میں بھی یہ شامل ہے کہ ہر معاملہ میں صرف مہمان کے لیے نہیں بلکہ تمام معمولات زندگی میں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کسی مسلمان پر بوجھ نہ بنیں، ہماری وجہ سے کوئی تکلیف میں نہ آ جائے، وہ اگرچہ ہمیں نہیں بول رہا مگر ہمیں خود سوچنا چاہیے کہ کہیں ہم بوجھ تو نہیں بن رہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔

☆ مہمان کو کھانا کھلانے میں جلدی کرو:

امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت کے صفحہ نمبر 220 پر حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جلدی شیطان کا کام ہے مگر پانچ کاموں میں جلدی کرنی چاہیے۔

1......مردہ کی تجہیز میں

2......لڑکیوں کے نکاح میں

3......قرض ادا کرنے میں

4......گناہوں سے توبہ کرنے میں

5......مہمان کو کھانا کھلانے میں

معلوم ہوا کہ مہمان کو بھوکا زیادہ دیر نہ بٹھایا جائے بلکہ اس کو کھانا کھلانے میں جلدی کی جائے، نہ جانے کب سے اس نے کھانا نہ کھایا ہو، اسے کھانے کی حاجت ہو اور آپ اس کو باتوں میں لگا کر اس کی بھوک کا مزید امتحان لے رہے ہوں لہذا کوشش کرنی چاہیے کہ جیسے ہی کھانا تیار ہو جائے۔ جلد از جلد مہمان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

☆مہمان نوازی سے رزق میں برکت ہوتی ہے:

"اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنٍّ مُسْتَطْرَف" کے صفحہ نمبر 431 پر امام بہاؤ الدین محمد بن احمد مصری شافعی علیہ الرحمہ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: دسترخوان رزق آنے کا سبب ہے یعنی جو مہمان نوازی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر فراخی کرتا ہے۔

محترم حضرات! واقعی کسی نے سچ کہا کہ مہمان، مہمان نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے۔ اس کے آنے سے میزبان کے گھر میں، رزق میں اور اعمال میں خیر و برکت ہوتی ہے۔

☆مہمان کے ہاتھ بھی میزبان دھلائے:

"**اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنٍّ مُسْتَطْرَف**" کے صفحہ نمبر 436 پر حضرت امام بہاء الدین محمد بن احمد مصری شافعی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنے استاد امام مالک علیہ الرحمہ کے مہمان بنے تو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان سے فرمایا: یہ دیکھ کر گھبراؤ نہیں بلکہ اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ مہمان کی خدمت کرنا میزبان پر لازم ہے۔

☆ بھلائی سے محروم:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب کے صفحہ نمبر 287 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے اندر کوئی بھلائی نہیں، جو مہمان نوازی نہ کرتا ہو۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لیے درس عبرت ہے جو مہمان کو دیکھ کر مونہہ بگاڑتے ہیں، خدمت تو دور کی بات، بس یہی دھن سوار ہوتی ہے کہ یہ مہمان یہاں سے کسی اور کے پاس چلا جائے۔ مرے دل سے کھانے کا پوچھیں گے اور مہمان شرماشرمی میں ایک بار منع کردے تو دوبارہ نہیں پوچھیں گے۔ موجودہ دور میں امیر سے زیادہ غریبوں میں مہمان نوازی کثرت

سے پائی جاتی ہے۔شہروں سے زیادہ گاؤں والوں میں مہمان نوازی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ واقعی اسی مہمان نوازی کی برکت سے ان کے دسترخوان سجے رہتے ہیں۔ان کے رزق میں برکت ہی برکت ہوتی ہے اور جو مہمان نوازی نہیں کرتا، اس شخص کے اندر کوئی بھلائی نہیں، وہ بھلائی اور رحمت سے محروم رہ جاتا ہے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ کیسے مہمان نواز تھے کہ اگر گھر میں کچھ نہ ہوتا تو قرض لے کر بھی مہمان نوازی فرماتے۔

☆محبوب خدا ﷺ نے قرض لے کر مہمان نوازی کی:

امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت کے صفحہ نمبر 218 پر نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: فلاں یہودی سے کہو کہ مجھے آٹا قرض دے، میں رجب کے مہینے میں ادا کر دوں گا کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہوا ہے۔ یہودی نے کہا، جب تک کچھ گروی نہیں رکھواؤ گے، نہ دوں گا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں واپس آیا تو حضور ﷺ کی خدمت میں اس کا جواب عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واللہ میں آسمان میں امین ہوں، زمین میں امین ہوں، اگر وہ دے دیتا تو میں ادا کر دیتا۔اب میری وہ

زرہ لے جاؤ اور گروی رکھوا دو۔ میں گیا اور زرہ گروی رکھوا کر لا یا۔

☆صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مہمان نوازی کا جذبہ:

مسلم شریف کتاب الاشربہ میں حدیث نمبر 5359 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں فاقے کا شکار ہوں، نبی پاک ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ کو (کھانا بھجوانے) کا پیغام بھیجا تو انہوں نے جواب بھجوایا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے۔ میرے پاس صرف پانی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے دوسری زوجہ محترمہ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ تمام ازواج نے یہی جواب بھجوایا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث فرمایا ہے۔ میرے پاس صرف پانی ہے۔

نبی پاک ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) فرمایا: کون آج (اس شخص) کی مہمان نوازی کرے گا، اللہ تعالی اس پر رحم فرمائے گا۔ ایک انصاری (حضرت ابو طلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میں۔ پھر وہ انصاری اس شخص کو لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اپنی زوجہ سے دریافت کیا۔ کیا تمہارے

پاس (کھانے کے لیے) کچھ ہے۔ زوجہ (حضرت ام سلیم) کہنے لگی، صرف بچوں کے حصے کا کھانا ہے۔ وہ انصاری (حضرت ابوطلحہ اپنی زوجہ سے) بولے، تم انہیں کسی چیز سے بہلا دینا۔ جب ہمارا مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور یوں ظاہر کرنا کہ جیسے ہم کھانا کھا رہے ہیں چنانچہ ان کی زوجہ نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ مہمان نے کھانا کھالیا۔ اگلے دن وہ انصاری (حضرت ابوطلحہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل کی تمہاری مہمان نوازی تمہارے رب کو بہت پسند آئی۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی عطا سے اپنے درِ دولت میں جلوہ گر ہوکر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی کو جان لیا اور ان کی اگلی رات کی مہمان نوازی پر رب کی رضا اور قبولیت کو بھی جان لیا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ میں مہمان نوازی کا کیسا جذبہ تھا کہ پورا گھر بھوکا رہا مگر مہمان کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ان کی زوجہ کا بھی جذبہ کتنا عظیم ہے کہ اف تک نہ کیا۔ اگر ان کی جگہ آج کل کی کوئی خاتون ہوتی تو شوہر سے کہتی کہ اتنا کیا کماتے ہو کہ مہمان کو بھی لے آتے ہو، ہم اور بچے بھوکے رہیں اور مہمان کھائے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تم اپنے مہمان کو

سنبھالو، میں بچوں کو لے کر اپنی ماں کے گھر جا رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہماری گھر کی خواتین کو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جیسا جذبہ نصیب فرمائے۔

اب آخر کی طرف چلتے ہیں اور آخر میں مہمان کے لیے ضروری باتیں اور آداب پیش کرتے ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھنا مہمان کے لیے ضروری ہیں جسے بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے بیان کی ہیں۔

☆مہمان کے لیے چار ضروری باتیں:

بہار شریعت جلد 3 حصہ 16 کے صفحہ نمبر 394 (مطبوعہ المکتبۃ المدینہ کراچی) پر نقل ہے کہ مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں:

1...... جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔

2...... جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے، اس پر خوش ہو، یہ نہ ہو کہ کہنے لگے، اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔

3......بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔

4...... اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دعا کرے۔ میزبان کو

چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے، کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے مضر ہو، میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحب وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔

میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو، خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم کی سنت ہے۔ اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو مہمان نواز بنائے اور اتنا عطا فرمائے کہ ہم اس کے بندوں میں تقسیم کرتے رہیں اور ہر قسم کی تنگی اور محتاجی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

غیبت ایک سنگین جرم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا - اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 12 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! ہمارا معاشرہ مختلف برائیوں میں گھرا ہوا ہے اور روز بروز ان برائیوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے اور اس کی نحوستیں پورے معاشرے پر پھیلتی جا رہی ہیں۔ انہی معاشرتی برائیوں میں ایک مہلک برائی ہرسو پھیلی ہوئی ہے، ہماری کوئی نشست، ہمارا کوئی گھر، ہماری کوئی محفل اور ہماری کوئی گفتگو اس برائی سے خالی نہیں اور اس برائی کا نام غیبت ہے۔ ہمارا پورا معاشرہ اس برائی کے لپیٹ میں ہے، ماں باپ، بھائی بہن، میاں بیوی، ساس بہو، سسر داماد، نند بھاوج بلکہ اہل خانہ و خاندان نیز استاد و شاگرد، سیٹھ و نوکر، تاجر و گاہک، افسر و مزدور، مالدار و نادار، حاکم و محکوم، دنیا دار و دین دار، بوڑھا یا جوان الغرض تمام دینی و دنیوی شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریت اس وقت غیبت کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔

سب سے پہلے ہم غیبت کی تعریف سنتے ہیں کیونکہ جب کسی گناہ کے متعلق معلومات ہوگی تو ہم با آسانی اس سے بچ سکیں گے۔ آج ہماری اکثریت کو غیبت کی تعریف تک معلوم نہیں۔ وہ یہ کہہ کر غیبت کرتے ہیں کہ بھئی! اس میں ایسی بات ہے تبھی تو ہم بیان کر رہے ہیں۔ جھوٹ تھوڑی بول رہے ہیں حالانکہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے کیونکہ غیبت کہتے ہی اسے ہیں کہ انسان کے اندر موجود پوشیدہ عیب کو اس کی برائی کے طور پر بیان کیا جائے ورنہ اگر عیب نہ ہو تو پھر تہمت

کہلائے گی اور یہ مضمون حدیث شریف میں موجود ہے۔آیئے حدیث شریف سنتے ہیں۔

☆غیبت کی برائی:

حدیث شریف = مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب میں حدیث نمبر 4828 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ سب نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانیں۔فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ناپسندیدہ ذکر کرنا۔ عرض کیا گیا: فرمایئے تو اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو، جو میں کہتا ہوں۔فرمایا: اگر اس میں ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ نہ ہو، جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔

اس حدیث پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 456 پر فرماتے ہیں۔کسی کے خفیہ عیب اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا،عیب خواہ جسمانی ہو یا نفسانی، دنیاوی ہو یا دینی یا اس کی اولاد کے یا گھر کے خواہ زباں سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارہ سے،غرض کسی طرح سے لوگوں کو سمجھا دو حتیٰ کہ کسی لنگڑے یا ہکلے کے پس پشت نقل کرنا لنگڑا کر چلنا ہکلا کر بولنا

سب کچھ غیبت سے ہے۔

سائل غیبت اور بہتان میں فرق نہ کر سکے، وہ سمجھے کہ کسی کو جھوٹا بہتان لگانا غیبت ہے۔ اس لیے انہوں نے یہ سوال کیا کیا وہ وما یکرہ کے لفظ سے دھوکہ کھا گئے۔

سبحان اللہ! کیا نفیس جواب ہے کہ غیبت سچے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ بہتان جھوٹے عیب بیان کرنے کو، غیبت سچ ہوتی ہے مگر حرام ہے۔ اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر بے حیائی اور حرام ہیں۔ سچ ہمیشہ حلال نہیں ہوتا، خلاصہ یہ ہے کہ غیبت ایک گناہ ہے بہتان دو گناہ۔

☆غیبت کیا ہے؟

اَلزَّوَاجِر عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر جلد 2 کے صفحہ نمبر 19 پر نقل ہے۔ حضرت امام احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا جو اس میں موجود ہو، غیبت کہلاتا ہے۔ اب وہ عیب چاہے، اس کے دین، دنیا، ذات، اخلاق، مال، اولاد، بیوی، خادم، غلام، عمامہ، لباس، حرکات وسکنات، مسکراہٹ، دیوانگی، ترش روئی اور خوش روئی وغیرہ کسی بھی ایسی چیز میں ہو جو اس کے متعلق ہو۔

جسمانیت میں غیبت کی مثالیں:

اندھا، لنگڑا، گنجا، ٹھگنا، لمبا، کالا اور زرد وغیرہ کہنا۔

دین میں غیبت کی مثالیں:

فاسق، چور، خائن، ظالم، نماز میں سستی کرنے والا اور والدین کا نافرمان وغیرہ کہنا۔

مزید آگے چل کر نقل فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ غیبت میں کھجور کی سی مٹھاس اور شراب جیسی تیزی اور سرور ہے۔

محترم حضرات! اب احادیث کی روشنی میں غیبت کی تباہی سنتے ہیں تاکہ ہم اس گناہ سے بالکل دور رہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں۔

☆ چہروں اور سینوں کو نوچنے والی قوم:

سنن ابوداؤد میں حدیث نمبر 4878 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے۔ میں شب معراج ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور ان کی عزت خراب کرتے تھے۔

☆سینوں سے لٹکے ہوئے لوگ:

شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 309 پر حدیث نمبر 6750 نقل ہے۔
نبی پاک ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹک رہے تھے۔تو میں نے پوچھا۔ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ مونہہ پر عیب لگانے والے اور پیٹھ پیچھے برائی کرنے والے ہیں اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ

ترجمہ: خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے مونہہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے (سورۃ الھمزہ، آیت 1)

☆پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر کھلانے کا عذاب:

امام بیہقی علیہ الرحمہ دلائل النبوۃ جلد 2 کے صفحہ نمبر 393 پر حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ کا فرمان ہے: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر خود ان کو ہی کھلایا جا رہا تھا۔ انہیں کہا جاتا، کھاؤ، تم اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ میں نے

پوچھا: اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ عرض کی آقا! یہ لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

☆غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے:

شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 306 پر حدیث نمبر 6741 کا نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! غیبت زنا سے زیادہ سخت کیوں کر ہے؟ فرمایا: مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب تک وہ معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے۔

☆یہ بدبو کیا ہے؟

مسند امام احمد بن حنبل جلد 5 کے صفحہ نمبر 309 پر حدیث نمبر 6750 نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بدبو اٹھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے؟ یہ ان کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

☆ایمان کو کاٹنے والی چیز:

الترغیب والترہیب کتاب الادب جلد 3 کے صفحہ نمبر 405 پر حدیث نمبر

4362 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت اور چغلی ایمان کو اسی طرح کاٹ دیتی ہے جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔

☆قبر میں عذاب:

طبرانی معجم الاوسط جلد 2 صفحہ نمبر 35 پر حدیث نمبر 2413 نقل ہے۔ حضور ﷺ ایک قبر کے پاس تشریف لائے جس میں میت کو عذاب ہو رہا تھا تو ارشاد فرمایا: یہ لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) تھا۔ پھر ایک تر ٹہنی منگوائی اور اسے قبر پر رکھ کر ارشاد فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ تر رہے گی، اس کے عذاب میں کمی رہے گی۔

☆پست قد کہنا بھی غیبت ہے:

ابوداؤد شریف کتاب الادب میں حدیث نمبر 4875 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ کے لیے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی فلاں فلاں خوبیاں ہی کافی ہیں۔ بعض راویوں نے کہا یعنی ان کا پست قد ہونا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھولا جائے تو اسے بھی بدبودار کردے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: میں نے تو ایک انسان کی حکایت ہی بیان کی

ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں کسی انسان کی حکایت کو پسند نہیں کرتا، خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔

☆ لمبے دامن والی کہنا بھی غیبت ہے:

موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا جلد 7 کے صفحہ نمبر 145 پر حدیث نمبر 216 نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی پاک ﷺ کے پاس بیٹھی تھی، میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا: یہ لمبے دامن والی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ تیرے مونہہ میں ہے، نکال پھینک۔ تو میں نے مونہہ سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینکا۔

محترم حضرات! ان دونوں احادیث میں ہم سب کے لیے اصلاح کا پیغام ہے جو چھوٹے قد والے کو ٹھنگو، لمبے قد والے کو لمبو، بھاری بدن والے کو موٹو، کالے رنگ والے کو کالو، زبان میں لکنت والے کو ہکلا اور جس کی ایک آنکھ درست نہ ہو اسے کانا کہتے ہیں۔ یاد رہے یہ تمام الفاظ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کے لیے استعمال کرنا غیبت ہے۔ یہاں ایک بات کہی جاتی ہے کہ مولانا صاحب! ہم تو سامنے بھی بولتے ہیں؟ یاد رہے سامنے سامنے کسی کے مونہہ پر اس کو ٹھنگو، لمبو، موٹو، کالو، کانا یا ہکلا کہنا اس کا دل دکھانا ہے اور مسلمان کا دل دکھانا کتنا بڑا گناہ

ہے، لہذا ہم سب کو چاہیے کہ نام لے کر گفتگو کریں تا کہ ہم غیبت جیسی مہلک بیماری سے بچ جائیں۔

☆غیبت کا وبال:

موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا جلد 4 کے صفحہ نمبر 340 پر حدیث نمبر 31 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک دن لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا، جب تک میں اجازت نہ دوں، تم میں سے کوئی شخص افطار نہ کرے۔ لہذا لوگوں نے روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو ہر آدمی آتا اور عرض کرتا: یارسول اللہ ﷺ! میں پورا دن روزے سے رہا ہوں۔ لہذا مجھے افطار کرنے کی اجازت دیجئے۔ تو آپ ﷺ اسے اجازت عطا فرما دیتے۔ یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور عرض گزار ہوا، یارسول اللہ ﷺ! میرے گھر والوں میں سے دو نوجوان لڑکیاں بھی ہیں، جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے شرماتی ہیں۔ آپ انہیں افطار کرنے کی اجازت عطا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے اس سے چہرۂ اقدس پھیر لیا۔ وہ دوبارہ آیا مگر آپ ﷺ نے چہرۂ اقدس پھیر لیا۔ وہ پھر آیا تو آپ ﷺ نے اس سے رخ انور پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں نے

روزہ رکھا ہی نہیں اور اس کا روزہ کیسے ہو سکتا ہے جو آج پورا دن لوگوں کا گوشت کھاتا (یعنی غیبت کرتا) رہا ہو؟ جاؤ اور انہیں حکم دو کہ اگر واقعی انہوں نے روزہ رکھا ہے، تو قے کریں۔ وہ آدمی واپس چلا گیا اور جا کر انہیں حضور ﷺ کا حکم سنایا۔ جب انہوں نے قے کی تو دونوں کی قے میں خون کا لوتھڑا نکلا۔ وہی شخص دوبارہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور صورت حال بتائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ دونوں اپنے پیٹوں میں اس کو باقی رکھتیں تو ان دونوں کو جہنم کی آگ کھا جاتی۔

☆ غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے:

الترغیب والترہیب، کتاب الادب جلد 3 کے صفحہ نمبر 406 پر حدیث نمبر 4364 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندے کے پاس اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میں نے جو فلاں فلاں نیکیاں کی تھیں، وہ کہاں گئیں؟ میرے صحیفہ میں تو نہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا، تو نے جو غیبتیں کی تھیں، اس وجہ سے مٹا دی گئی ہیں۔

☆ غیبت کا تائب آخر میں جنت میں جائے گا:

رسالۂ قشیریہ صفحہ نمبر 194 پر نقل ہے منقول ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جوغیبت سے توبہ کرکے مرا وہ آخری شخص ہوگا جو جنت میں جائے گا اور جوغیبت پر اصرار کرتے ہوئے (یعنی غیبت پر قائم رہتے ہوئے) مرا وہ پہلا شخص ہوگا جو جہنم میں داخل ہوگا۔

☆غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ہے:

احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 180 پر امام غزالی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

محترم حضرات! اگر کوئی آپ کے سامنے غیبت کرے اور آپ تعجب کے طور پر اسے سنیں تا کہ غیبت کرنے میں غیبت کرنے والے کا لطف دوبالا ہو حالانکہ سننے والا خاموش ہے لیکن وہ بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ شریک ہے۔ اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو اس کو زبان سے روکیں، اگر وہ آپ کی بات نہ مانے تو آپ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم دل میں برا جانیں اور اس پر لازم ہے کہ اس مجلس سے چلا جائے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو ورنہ معذور ہے اور یاد رہے کہ اگر زبان سے کہے، خاموش ہو جا جبکہ دل اس

کو پسند کر رہا ہو، یہ منافقت ہے۔

☆ قطب مدینہ علیہ الرحمہ کی مجلس:

آج کل جہاں عام لوگوں کی بیٹھک میں خوب غیبتیں ہوتی ہیں، وہاں دین دار لوگوں کی محفلیں بھی اس برائی کی زد میں ہیں۔ غیبت کرنے والا مزے سے غیبت کر رہا ہوتا ہے اور محفل میں موجود لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہوتے ہیں اور اسی طرح سب کے سب غیبت جیسے گناہ میں شریک ہوتے ہیں مگر ہمارے اسلاف کا معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا۔

حضور قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ کی مجلس میں کبھی دنیاوی گفتگو اور کسی کی غیبت نہیں ہوتی تھی۔ اگر کوئی آپ کی مجلس میں غیبت کرتا تو آپ فوراً زور زور سے درود پاک پڑھنا شروع کر دیتے، جس کے باعث وہ غیبت چھوڑ دیتا اور درود پاک پڑھنا شروع کر دیتا۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں غیبت کے متعلق بزرگان دین کے ارشادات پیش کروں گا۔

☆ غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی:

تنبیہ الغافلین کے صفحہ نمبر 95 پر حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ کا

ارشاد نقل ہے۔آپ فرماتے ہیں۔تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

1......جو مال حرام کھاتا ہو۔

2......جو کہ مسلمانوں سے حسد رکھتا ہو۔

3......جو بکثرت غیبت کرتا ہو۔

☆ غیبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے:

5...... **تنبیہ المغترین** کے صفحہ نمبر 197 پر نقل ہے۔حضرت بکر مزنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ لوگوں کے عیبوں کا وکیل بنا ہوا ہے (یعنی سب کی پولیں کھولتا اور غیبتیں کرتا پھرتا ہے) تو جان لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہے۔

☆غیبت گویا نیکیاں پھینکنے کی مشین ہے:

تنبیہ المغترین کے صفحہ نمبر 193 پر نقل ہے۔حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔غیبت کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو منجنیق (یعنی پتھر پھینکنے کی ہاتھ سے چلائی جانے والی پرانے دور کی مشین) کے ذریعے اپنی نیکیوں کو مشرق و مغرب ہر طرف پھینکتا ہے۔

☆جس کی غیبت کی جائے، وہ فائدے میں:

تنبیہ المغترین کے صفحہ نمبر 192 پر نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بندے کو قیامت کے دن جب اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا تو وہ اس میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے نہ کی ہوں گی۔ عرض کرے گا: اے میرے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آ گئیں؟ کہا جائے گا: یہ وہ نیکیاں ہیں جو لوگوں نے تمہاری غیبت کی تھی۔

☆غیبت کرنے والے کو تحفہ:

منہاج العابدین کے صفحہ نمبر 65 پر نقل ہے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو کسی نے کہا کہ فلاں نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ علیہ الرحمہ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کا ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ سنا ہے آپ نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے ان کا بدلہ دینا بہتر جانا، اس لیے کھجوریں حاضر کی ہیں۔

☆غیبت ایمان میں فساد پیدا کرتی ہے:

کتاب الکبائر جلد دوم کے صفحہ نمبر 56 پر نقل ہے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ غیبت بندۂ مومن کے ایمان میں اس سے بھی جلدی فساد پیدا کرتی ہے، جتنی جلدی آکلہ (یعنی اعضاء کو کھا جانے والی) بیماری اس کے جسم کو

خراب کرتی ہے۔مزید فرماتے ہیں۔اے ابن آدم! تم اس وقت تک ایمان کی حقیقت کونہیں پاسکتے ، جب تک لوگوں کے ان عیوب کوتلاش کرنا ترک نہ کردو جو تمہارے اندر پائے جاتے ہیں۔

☆عالم کی غیبت کرنے والا:

مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 71 پرنقل ہے۔حضرت ابوحفص کبیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔جس نے کسی فقیہ(عالم) کی غیبت کی تو قیامت کے روز اس کے چہرے پرلکھا ہوگا: یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

محترم حضرات! افسوس آج کل علماء کی بکثرت غیبت کی جاتی ہے،جس کو استنجا کرنا نہیں آتا، اپنا نام لینا صحیح نہیں آتا، وہ بھی بڑے بڑے علماء کی غیبت کرتا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ ان مولویوں نے کیا کیا؟ انہوں نے تو مسلک کا بیڑا غرق کیا ہے؟ فلاں مولوی تو بڑا سست اور کاہل ہے، وہ تو جلسے میں عوام دیکھ کر پاگل ہوجاتا ہے، فلاں مولوی تو پیٹو ہے، پیسے کا بھوکا ہے، فلاں مولوی خواہ مخواہ اپنی علمیت سب کے سامنے جھاڑتا ہے۔ یہ تمام الفاظ غیبت میں شامل ہیں۔علمائے اہلسنت کے لیے ایسے الفاظ بولنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

اس سے بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ اب گروہ بندی بڑھ گئی۔علمائے

اہلسنت میں سے ہم جسے پسند کرتے ہیں یا ہم جس کی تنظیم وتحریک میں ہیں تو اب دیگر علمائے اہلسنت کے خلاف غیبتوں کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں کہ بھئی! جو کیا ہمارے قائد نے کیا، جو کام کیا ہمارے امیر اور راہنما نے کیا......فلاں مولوی اس نے دین ومسلک کو بیچ ڈالا (معاذ اللہ) یہ لوگ تو ناسور ہیں، ایسی ایسی باتیں کی جاتی ہیں۔ خدارا میرے مسلمانو! اپنے آپ کو غیبت جیسی برائی سے بچاؤ، ورنہ محشر میں ہمارا نامہ اعمال بالکل خالی ہوگا اور سر پر گناہوں کا گٹھرا ہوگا۔

☆غیبت کب جائز ہے؟

1......مظلوم یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو، وہ ایسے شخص کو شکایت کرے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ ظلم کو ختم یا کم کر سکتا ہے۔

2......کسی شخص کو برے کام سے روکنے کے لیے مدد طلب کرتے ہوئے ایسے شخص سے تذکرہ کرنا جس کے متعلق برائی مٹانے کی قدرت کا یقین ہو۔ مثلاً اصلاح کی نیت سے بتانا کہ فلاں اس برائی میں ملوث ہے، آپ اسے سمجھائیے جبکہ وہ اعلانیہ گناہ کرتا ہو وگرنہ ایسا کرنا غیبت ہے جو کہ حرام ہے۔

3......مسلمانوں کو فتنے اور شر سے بچانے کے لیے کسی شر پسند کا نام لے کر تذکرہ کرنا تاکہ لوگ اس کے فتنے اور شر سے بچیں مثلاً بدمذہب، بدعقیدہ اور گمراہ

شخص جو اپنی تحریروں اور تقریروں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہو، شر پھیلاتا ہو، اس کا بھی ذکر کرنا غیبت نہیں۔ اسی طرح کسی کی بہن بیٹی کے لیے کسی ایسے شخص نے رشتہ بھیجا جو شراب پیتا ہے، جوا کھیلتا ہے اور آپ سے لڑکی والے پوچھنے کے لیے آئیں تو لڑکی والوں کو لڑکے کے ان افعال سے آگاہ کرنا بھی غیبت نہیں۔

محترم حضرات! اس پورے بیان میں آپ نے احادیث اور بزرگانِ دین کے ارشادات غیبت کے متعلق سنے۔ اس کا نچوڑ یہ نکلا کہ غیبت سود سے بڑھ کر ہے، غیبت زنا سے بڑھ کر ہے، غیبت کرنے والے دوزخ میں مردار کھا رہے تھے۔ غیبت کرنے والے دوزخ میں اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے تھے۔ غیبت کرنے والے دوزخ میں اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹک رہے تھے۔ غیبت کو سمندر کے پانی میں ڈال دیا جائے تو اسے بھی بدبودار کر دے، غیبت کرنے والوں کی فضا بدبودار تھی، غیبت کرنے والوں کو قبر میں شدید عذاب دیا جا رہا تھا، غیبت ایمان کو ایسے کاٹ دیتی ہے جیسے چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے، غیبت نیکیوں کو کھا جاتی ہے، غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، غیبت کرنے والا اللہ کا دشمن ہے، غیبت ایمان میں فساد پیدا کرتی ہے اور غیبت سننے والا بھی انہی عذاب کا حق دار ہے۔

محترم حضرات! آیئے ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں

اور جن کی غیبت ہم نے کی، ہو سکے تو ان سے معافی مانگ لیں اور آئندہ اس گناہ سے دور رہیں ورنہ صرف تباہی ہی تباہی ہے۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں ہر گناہ سے خصوصاً غیبت سے محفوظ فرما اور گناہوں سے بچنے میں ہماری غیب سے مدد فرما۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

گستاخ رسول کی شرعی سزا

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ-ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مائدہ سے آیت نمبر 33

تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات اور اس میں موجود ہر شے کو اپنے حبیب ﷺ کے لیے پیدا فرمایا اور بندوں کو اپنے حبیب ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم و تکریم کرنے کا اور بے ادبی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی سخت ناپسند ہے۔ مخلوق میں کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی عابد و زاہد ہو، اگر وہ انبیاء کرام علیہم السلام کا بے ادب ہے تو اس کی عبادت اور ریاضت اس کے مونہہ پر دے ماری جاتی ہے۔ قرآن مجید گواہ ہے شیطان کتنا بڑا عابد و عالم تھا، لاکھوں برس کی عبادت اس کے پاس تھی مگر اللہ تعالیٰ کے نبی کی بے ادبی نے پل بھر میں اسے عابد و عالم سے شیطان مردود بنا دیا۔ اسی طرح سورۂ قلم اور سورۂ لہب گواہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے گستاخ رسول پر کتنا جلال فرمایا اور کس طرح ان کی مذمت فرمائی۔

محترم حضرات! یاد رہے نبی پاک ﷺ کی شان میں ذرہ برابر بھی بے ادبی اور گستاخی بہت بڑا جرم ہے اور ایسے مجرم کی سزا صرف اور صرف سزائے موت

ہے۔ آیئے گستاخ رسول کی شرعی سزا کے متعلق سب سے پہلے قرآن مجید سے دلائل پیش کرتا ہوں۔

☆ گستاخ رسول کی سزا قرآن سے:

سورۂ مائدہ پارہ 6 کی آیت نمبر 33 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ-ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ وہ چن چن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف طرفوں سے کاٹے جائیں یا وہ (وطن کی) زمین سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کی رسوائی دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

محترم حضرات! آپ نے قرآنی آیت اوراس کا ترجمہ سنا، اس آیت میں فسادی کی سزا سزائے موت بیان کی گئی لہذا معلوم ہوا کہ جب فسادی کی سزا قتل ہے تو پھر گستاخ رسول سے بڑھ کر کون فسادی ہوگا لہذا توہین رسالت کا مرتکب بھی واجب القتل ہے۔

☆ گستاخ رسول کی سزا حدیث میں:

بڑی سادگی سے محبت بھرے لہجے میں میڈیا پر کچھ لوگ یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے، آپ ﷺ نے تو اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا لہذا گستاخ رسول کو بھی ہمیں معاف کر دینا چاہیے؟

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کی ذات اس کائنات میں رحمت بن کر تشریف لائی، جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے سخت سے سخت مخالفین کے بھی عام معافی کا اعلان کیا مگر اپنی شان میں گستاخی کرنے والوں کو معاف نہیں کیا، احادیث کی روشنی میں دلائل سنیے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا:

مسلم شریف کتاب الحج میں حدیث نمبر 3312 نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب حضور ﷺ مکہ

میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے سرانور پر خود (آہنی ٹوپی) پہن رکھی تھی، جب آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ابن خطل (گستاخ) کعبۃ اللہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حکم دیا، اسے قتل کردو۔

☆ کعب بن اشرف (گستاخ) کوقتل کرنے کا حکم:

بخاری شریف کتاب الجہاد (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 153 پر حدیث نمبر 281 نقل ہے۔ حضرت جابر بن رضی اللہ عنہ عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (یہودی) کوکون قتل کرے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت (تکلیف) دی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کوقتل کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے، بہت دیر تک اس کے ساتھ محو گفتگو رہے حتیٰ کہ اس پر قادر ہو گئے اور اس (گستاخ رسول) کوقتل کردیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول اگر کافر بھی ہو تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔

☆ گستاخ رسول کا خون رائیگاں گیا:

سنن ابو داؤد کتاب الحدود میں حدیث نمبر 4361 نقل ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا صحابی کے بچوں کی ماں تھی جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ صحابی منع کرتے مگر باز نہ آتی، ڈانٹ ڈپٹ کرتے، تب بھی نہ رکتی۔ ایک رات اس نے شان رسالت میں گستاخی کی پس صحابی نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا، صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ میں ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے پس نابینا صحابی کھڑے ہو گئے، لوگوں کے سامنے جا بیٹھے عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کا مالک تھا، وہ آپ ﷺ کی شان میں بکواس کرتی تھی۔ میں منع کرتا تو باز نہ آتی تھی۔ ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ رکتی۔ میرے اس سے دو موتی جیسے بیٹے ہیں اور وہ میری غمخوار تھی۔ گزشتہ رات جب وہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے لگی تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، لوگو! گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔

☆ ابورافع کو قتل کرنے کے لیے صحابہ کو بھیجا:

بخاری شریف (مترجم) کتاب المغازی میں حدیث نمبر 1216 نقل ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ابورافع (گستاخ رسول) یہودی کے قتل کے لیے چند انصاری صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع، حضور ﷺ کو تکلیف دیا کرتا تھا، وہ حجاز میں اپنے قلعے کے اندر رہتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے اور قلعے کے اندر اکیلے داخل ہوکر قلعے کے سارے دروازے اندر سے بند کر کے ابورافع کو قتل کر دیا۔ واپسی میں آپ گر پڑے جس کی وجہ سے پنڈلی ٹوٹ گئی۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے میرے پاؤں پر اپنا دست مبارک پھیرا جس سے پاؤں ایسے ہوگیا جیسے کبھی اس میں تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

☆ گستاخ عورت کو قتل کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 163 پر نقل ہے۔ ایک عورت حضور ﷺ کی

شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری دشمن کی خبر کون لے گا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس (گستاخ) عورت کو قتل کر دیا۔

☆ مشرکین میں سے ایک گستاخ کو قتل کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 177 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: میرے اس دشمن کی کون خبر لے گا؟ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

☆ گستاخ کے خلاف حضور ﷺ کی دعا:

امام ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمہ دلائل النبوت میں نقل فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے حضور ﷺ کی دو بیٹیاں جو کہ ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں جس وقت حضور ﷺ نے توحید کی دعوت شروع کی تو ابولہب نے اپنے دو بیٹوں سے کہا۔ میرا تم دونوں بیٹوں سے ملنا حرام ہے۔ جب تک

محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دے دی اور عتیبہ تو جہالت میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ ایک دن حضور ﷺ کے سامنے آ کر شان رسالت کی گستاخی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف تھوکا جو آپ ﷺ پر نہیں پڑا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: خدایا اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما۔

اس کے بعد عتیبہ ابولہب کے ساتھ ملک شام روانہ ہو گیا۔ دوران سفر ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں مقامی لوگوں نے بتایا کہ رات کو درندے آتے ہیں۔ یہ سن کر ابولہب نے اپنے ساتھی اہل قریش سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا کچھ انتظام کرو کیونکہ مجھے محمد (ﷺ) کی (عتیبہ کے خلاف) دعا کا خوف ہے۔ اس قافلے نے عتیبہ کے گرد ہر طرف اپنے اونٹ بٹھا دیئے اور سو گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ رات کے وقت ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے میں سے گزر کر اس نے عتیبہ کو پھاڑ کھایا۔

محترم حضرات! آپ نے احادیث سنیں، نبی پاک ﷺ نے سب کو معاف فرما دیا مگر اپنے گستاخ کو معاف نہیں کیا بلکہ جماعت صحابہ سے فرمایا، کون ہے جو اس گستاخ کو قتل کرے؟ حرم کعبہ جہاں جانور کو بھی تکلیف دینے کی ممانعت ہے مگر گستاخ رسول ابن خطل کو وہاں بھی قتل کرنے کا حکم دیا لہذا معلوم

ہوا کہ گستاخ رسول کی سزا قتل خود نبی پاک ﷺ نے تجویز فرمائی ہے۔اب اس سزا کو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ یہی نہیں بلکہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گستاخ رسول کو قتل کروایا اورانہوں نے بھی یہی سزا رکھی۔

☆ گستاخ رسول کی سزا خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی نظر میں:

ابو داؤد شریف (مترجم) کتاب الحدود میں حدیث نمبر 958 نقل ہے۔
حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے پاس تھا۔آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ بھی جواباً بدکلامی کرنے لگا۔ میں نے عرض کی: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے اجازت دیں۔ میں اس کی گردن اڑادوں گا۔میرے ان الفاظ کو سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ختم ہوگیا۔

آپ وہاں سے کھڑے ہوئے اور گھر چلے گئے۔گھر جا کر مجھے بلوایا اور فرمانے لگے۔ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے مجھے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: کہا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں اس بے ادب کی گردن اڑادوں گا۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اگر میں تم کو حکم دیتا تو تم یہ کام

کرتے ؟ میں نے عرض کی ۔ اگر آپ حکم فرماتے تو میں ضرور اس کی گردن اڑا دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول پاک ﷺ کے بعد کسی کے لیے نہیں کہ اس سے بدکلامی کرنے والے کی گردن اڑا دی جائے یعنی رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی ہی گردن اڑائی جائے گی۔

2۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

جواہر البحار جلد 3 کے صفحہ نمبر 240 اور الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 195 پر نقل ہے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کو گالی دے تو اسے قتل کردو۔

3۔مولا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

☆ امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ اپنی مصنف کی جلد 5 کے صفحہ نمبر 306 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضور ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرے، اسے قتل کر دیا جائے گا۔

☆ کتاب الشفاء جلد 2 کے صفحہ نمبر 122 پر نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی نبی کو گالی دے، اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اسے کوڑے مارو۔

☆ گستاخ رسول کی سزا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں:

1۔ عصماء بنت مروان (گستاخ رسول) کا قتل:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 130 پر نقل ہے۔ عصماء بنت مروان نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک رات صحابی رسول حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر میں داخل ہو کر اس کو قتل کر دیا۔ صبح نماز فجر میں جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے اردگرد دیکھا پھر فرمایا: اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے، تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

☆ ابوعکف (گستاخ) کا قتل:

الصارم المسلول کے صفحہ نمبر 138 پر نقل ہے کہ بنی عمرو بن عوف کا ایک شیخ

جسے ابوعکف کہتے تھے، وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا۔ اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی جس وقت رسول پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بوڑھا لوگوں کو آپ ﷺ کی عداوت پر بھڑکاتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا تھا۔

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مان لی کہ میں ابوعفک کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے خود مر جاؤں گا۔ موسم گرما کی ایک رات ابوعکف قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آئے اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

☆ابوجہل کا قتل:

بخاری شریف، کتاب فرض الخمس میں نقل ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے جب دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نو عمر لڑکے تھے۔ میں نے آواز کی، کاش میں ان سے زبردست زیادہ عمر والوں کے درمیان میں ہوتا۔ اتنے میں ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا: اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں بھتیجے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول پاک ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر وہ مجھے

مل گیا تو اس وقت میں اس سے جدا نہیں ہوگا۔ جب تک کہ اسے قتل نہ کردوں یا پھر میں قتل ہوجاؤں۔

مشہور شاعر حفیظ جالندھری اس کو یوں قلم بند کرتا ہے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے اس ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

☆حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور گستاخ رسول:

جواہر البحار جلد 3 کے صفحہ نمبر 241 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک (عیسائی) راہب گزرا جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سن لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا۔

ادنیٰ سے بھی ادنیٰ ہو مسلمان تو اس سے
برداشت نہ ہوپائے گی توہین رسالت
ناموس رسالت پر نہ ہو جو مرنے کی خواہش
بیکار ہے بیکار ہے ہر ایک عبادت

☆ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور گستاخ رسول:

تفسیر صاوی جلد اول کے صفحہ نمبر 47 اور تفسیر خازن جلد اول کے صفحہ نمبر 72 پر نقل ہے۔ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا کہ اگر تم نے دوبارہ بارگاہ رسالت میں ''راعنا'' کا لفظ بولا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا (کیونکہ اس لفظ میں توہین رسالت کا شبہ پایا جاتا ہے)

آؤ کہ کریں آج سے ہم سب یہ تہیہ
گستاخ نبی کیفر کردار تک پہنچے
الجھے گا جو عشاق سے مٹ جائے گا آخر
آواز مری دشمن سرکار کو پہنچے

محترم حضرات! آپ نے احادیث اور مستند کتابوں کی روشنی میں سنا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک لمحہ بھی گستاخ رسول کو برداشت نہ کرتے تھے۔ ان کے نزدیک گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت تھی۔ وہ گستاخ رسول کے ناپاک وجود کو زمین سے ختم کرنا چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک گستاخ چاہے مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا عیسائی کسی بھی مذہب سے اس کا تعلق ہو، سزا اس کی صرف اور صرف موت ہے۔

☆ کیا ہم سب ہتھیار اٹھا کر گستاخ کو قتل کر سکتے ہیں:

یاد رہے ہر آدمی ہتھیار اٹھا کر گستاخ رسول کو قتل نہیں کر سکتا بلکہ یہ ریاست کا کام ہے کہ وہ گستاخ رسول کو گرفتار کر کے اسے سزائے موت دے ہاں البتہ اگر ریاست گستاخ رسول کو گرفتار نہ کرے اور وہ آزاد اور بے باک ہو کر گستاخیاں کر رہا ہو، کوئی پولیس، کوئی عدالت ایکشن نہ لے، ایسی صورت میں اگر کوئی عاشق رسول غلبۂ عشق رسول میں ہتھیار اٹھا کر گستاخ کا کام تمام کر دے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لہذا ایسی صورت حال میں اس عاشق رسول کو سزا نہیں دی جائے گی بلکہ اس کے اقدام کو سراہا جائے گا۔

☆ کیا گستاخ کی توبہ قبول کی جائے گی:

اس بات پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ اگر گستاخ رسول گستاخی کے بعد توبہ کر بھی لے پھر بھی اسے قتل ضرور کیا جائے گا۔

1۔ النہر الفائق شرح کنز الدقائق تیسری جلد کے صفحہ نمبر 253 پر امام سراج الدین ابراہیم بن نجیم حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہوا، اگر ایسا شخص توبہ بھی کر لے تو بھی اسے قتل کر دیا جائے گا اور قتل کو ساقط کرنے میں اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ خواہ وہ

توبہ کر کے آئے یا اس کی توبہ پر شہادت موجود ہو، باقی امور میں وجہ کفر کوئی اور شے بن رہی ہو تو توبہ کا مسئلہ دیگر ہے، اہانت رسالت میں نہیں۔

2۔ بحر الرائق جلد 5 کے صفحہ نمبر 125 پر حضرت شیخ زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو رسول پاک ﷺ سے دلی بغض رکھے، وہ مرتد ہوگا۔ اس لیے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ مرتد ہوگا لہذا ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی، جس کی وجہ سے قتل کو ساقط کیا جا سکے۔ یہی اہل کوفہ (احناف) اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مسلک ہے۔

3۔ قاضی صاحب مالابد کے صفحہ نمبر 126 پر فرماتے ہیں: جو ملعون حضور ﷺ کی ذات عالیہ کی شان میں بکواس کرے یا اہانت کا مرتکب ہو یا دینی امور میں سے کسی امر کا یا حضور ﷺ کے حلیہ مبارک میں سے کسی عضو کا یا آپ ﷺ کے اوصاف میں کسی وصف کا عیب نکالے، ایسا کرنے والا خواہ مسلمان تھا یا ذمی کافر یا حربی، اگرچہ یہ سب کچھ اس نے مذاق میں کیا، وہ واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی۔ اس پر تمام اُمّت کا اتفاق ہے۔

4۔ امام خیر الدین رملی علیہ الرحمہ فتاویٰ خیریہ کے صفحہ نمبر 103 پر لکھتے ہیں جو حضور ﷺ کے لیے نازیبا کلمات کہتا ہے، وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتدین کا

حکم ہے (یعنی قتل کیا جانا) اس کی توبہ اصلاً قبول نہ ہوگی۔

5۔ احکام القرآن میں امام ابوبکر احمد بن علی الرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حضرت لیث نے ایسے مسلمان کے بارے میں فرمایا جو نبی پاک ﷺ کو گالی دیتا ہے، بے شک اس (نام نہاد مسلمان) سے نہ مناظرہ کیا جائے، نہ اسے مہلت دی جائے اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور اسے اسی مقام پر ہی قتل کیا جائے (یعنی فوراً قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم توہین رسالت کرنے والے یہودی و نصرانی کا ہے۔

☆قتل ہی کیا جائے گا تو پھر توبہ کا کیا فائدہ:

سب سے پہلی بات گستاخ رسول اگر غیر مسلم ہے تو اس کو اس کی توبہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اگر کوئی مسلمان گستاخی سے توبہ کر لے تو اس کو سزائے موت دینے کے بعد اس کی سچی توبہ کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس طرح وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلنے سے بچ جائے گا۔

اگر کسی گستاخ رسول نے توبہ نہ کی اور اپنی گستاخی پر اڑا رہا اور وہ مسلمان تھا تو اب اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔

☆صرف گستاخ کی توبہ پر کیوں زور دیا جاتا ہے:

ہمارے معاشرے میں اگر کوئی بڑا جرم کرے مثلاً کسی کو ناحق قتل کر دے

اور قتل کرنے کے بعد کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں، مجھ سے غلطی ہوگئی، میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں لہذا مجھے چھوڑ دیا جائے، کیا پولیس یا عدالت اسے چھوڑ دے گی؟

ہر گز نہیں چھوڑے گی کیونکہ یہ تو تماشا بن جائے گا، ہر جرم کرنے والا تھانے اور عدالت میں آ کر توبہ اور معافی مانگ کر چھوٹ جائے گا۔ یہی معاملہ گستاخ رسول کا ہے۔ اگر گستاخ رسول کو توبہ پر چھوڑ دیا جائے تو پھر تماشا بن جائے گا۔ گلی گلی، ملک ملک، شہر شہر گستاخیاں ہوں گی اور جب ان کو گرفتار کیا جائے گا تو گستاخ رسول کہے گا، میں توبہ کرتا ہوں۔ میں معافی مانگتا ہوں، مجھ سے غلطی ہوگئی لہذا ہمیں اور آپ کو اور نہ ہی ریاست کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ گستاخ رسول کی توبہ پر اسے رہا کر دے یا اسے پناہ دے۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید، احادیث رسول، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ارشادات کی روشنی میں جان لیا کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہے اور یہ کسی عام آدمی کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا بنایا ہوا قانون ہے اور اس قانون کو ہمارے آئین پاکستان میں 295/C کے نام سے شامل کیا گیا ہے جو کہ قرآن وسنت کے مطابق ہے اور اس قانون میں صرف نبی پاک ﷺ ہی نہیں بلکہ دیگر انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام،

حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا 295/C کے مطابق صرف اور صرف سزائے موت ہے اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں، چاہے مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو یا عیسائی، سکھ ہو یا پارسی، بدھ مت ہو یا لا دین، سب کی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہے۔

آخر میں ایک اور اعتراض کا جواب دیتا چلوں کہ مسیحی قائدین کا کہنا ہے کہ 295/C صرف غیر مسلموں یا صرف مسیحی اقلیت کو نشانہ بنانے کے لیے بنایا گیا ہے؟

تحقیق کے مطابق جب سے یہ قانون بنا ہے، پچھلے بیس برسوں کے دوران توہین رسالت اور توہین قرآن کے الزام میں سات سو سے زائد مقدمات درج ہو چکے ہیں، جن میں سے آدھے سے زیادہ مقدمات مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف درج کروائے ہیں لہذا یہ دعویٰ غلط ہے کہ 295/C کا نشانہ صرف غیر مسلم یا مسیحی بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ہر قسم کی گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ فرمائے اور بے ادبوں کے شر سے ہمیں، ہماری اولاد اور نسلوں کو محفوظ فرمائے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نعت خوانی اور اس کے تقاضے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ الم نشرح سے آیت نمبر 4 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت سرمایۂ اہل ایمان ہے اور محبت کا بے پناہ اظہار،

محبوب ﷺ کی یاد میں تڑپنا اور مچلنا، ان کے حسن وسیرت کا بیان، ان کے معجزات وصفات کا بیان، ان کے بے مثل حلیہ کا بیان فطری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر ہر گوشے میں سرکار کریم ﷺ کے چاہنے والوں کی کثرت ہے۔
کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

افریقہ میں جا کے دیکھا دیکھا ہندوستان
اسپین عرب امریکہ دیکھا دیکھا پاکستان
تیرے عاشق ہر جانب ہیں چین ہو یا جاپان
میرے آقا شان والے میں تیرے قربان

رسول اللہ ﷺ کی شان وعظمت بیان کرنے کو مختلف نام دیئے گئے ہیں جن میں عموماً تعریف، مدح ثناء، تحمید، توصیف، شکر اور نعت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن کثرت کے ساتھ جو اصطلاح تعریف وتوصیف مصطفی ﷺ میں استعمال ہوئی ہے، وہ نعت ہے۔

نعت کیا ہے؟

تاج العروس میں علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

''نعت کے مادہ ن، ع اور ت ہے۔ یہ لفظ جب باب ''فتح یفتح'' سے آئے

تو اس کے معنی وصف کے ہوتی ہیں''

لسان العرب میں ابن منظور نے نعت کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا ہے۔

سنن دارمی نے ''کیف تجد نعت رسول اللہ ﷺ فی التوارۃ'' لکھ کر لفظ نعت کو حضور ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ خاص قرار دیا۔

حضور ﷺ کے اوصاف و کمالات اور حال حلیہ کے لیے لفظ نعت غالباً سب سے پہلے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اور اسے امام ترمذی علیہ الرحمہ نے شمائل ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

یقول ناعتہ لم ارقبلہ ولابعدہ مثلہ

یعنی اور ان کی نعت پڑھنے والا کہتا ہے، میں نے ان کی مثل نہ تو ان سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ ہی ان کے بعد کسی کو دیکھا۔

حاصل کلام یہ کہ وہ منظوم (یعنی اشعار میں لایا گیا) کلام جس میں حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کی جائے، اسے عرف عام میں ''نعت'' کہا جاتا ہے۔

☆ نعت خوانی کا رواج کب سے ہے؟

نعت خوانی آج کل کا رواج نہیں ہے بلکہ محفل نعت کا انعقاد چودہ سو سال پہلے سے جاری ہے۔ وہ بڑا مبارک وقت تھا، جب دور رسالت میں نبی پاک ﷺ کی زیر صدارت محفل نعت کا انعقاد ہوتا تھا جبکہ محفل نعت میں حاضرین صحابہ کرام علیہم الرضوان ہوتے تھے۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔آپ کی خدمت میں احادیث پیش کرتا ہوں۔

☆نعت خواں کے لیے منبر حضور ﷺ رکھواتے:

ابوداؤد کتاب الادب میں حدیث نمبر 1580 نقل ہے۔حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور ﷺ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے۔ وہ اس پر کھڑے ہوکر حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف میں اشعار پڑھتے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بے شک روح القدس (جبریل امین) بھی حسان کے ساتھ ہیں۔جب تک حضور ﷺ کی طرف سے لڑتے رہیں گے۔

☆نعت خواں کے لیے حضور ﷺ کی دعا:

نسائی شریف حدیث نمبر 719 نقل ہے۔حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ،حضرت حسان رضی اللہ

عنہ کے پاس سے گزرے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو اس وقت بھی مسجد میں اشعار پڑھے ہیں، جب تم میں بہترین ہستی (حضور ﷺ) موجود تھی، پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا، کیا تم نے حضور ﷺ سے نہیں سنا (جب میں آپ ﷺ کی شان میں اشعار پڑھتا تھا) آپ ﷺ فرماتے تھے۔ یااللہ! میری طرف سے قبول فرما۔ اے اللہ! روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے حسان کی مدد فرما۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔

☆ نعتیہ اشعار سن کر حضور ﷺ خوش ہوئے:

سیرت ابن ہشام صفحہ نمبر 505 (مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) پر نقل ہے۔ جب ہوازن کی فتح ہوئی تو کثیر مقدار میں مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو نبی کریم ﷺ نے ہوازن کے وفد سے دریافت فرمایا کہ (تمہارا سردار) مالک بن عوف کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ''ثقیفہ'' کے ساتھ طائف میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مالک بن عوف کو خبر کردو کہ اگر وہ مسلمان

ہوکر میرے پاس آ جائے تو میں اس کا سارا مال اسے واپس دے دوں گا۔ اس کے علاوہ اس کو ایک سو اونٹ اور بھی دوں گا۔ مالک بن عوف کو جب یہ خبر ملی تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہوکر حاضر ہوگئے اور حضور ﷺ نے ان کا کل مال ان کے سپرد فرمادیا اور وعدہ کے مطابق ایک سو اونٹ اس کے علاوہ بھی عنایت فرمائے۔ مالک بن عوف آپ ﷺ کے خلق عظیم سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی مدح میں نعتیہ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ پڑھا جس کے دو شعر یہ ہیں۔

ما ان رایت ولا سمعت بمثله
فی الناس کلهم بمثل محمد
او فیٰ واعطی للجزیل اذا اجتدی
ومتیٰ تشا یخبرک عما فی غد

یعنی تمام انسانوں میں حضرت محمد ﷺ کا مثل نہ میں نے دیکھا، نہ سنا جو سب سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ مال عطا فرمانے والے ہیں اور جب تم چاہو، ان سے پوچھ لو، وہ آئندہ کی خبر تم کو بتادیں گے۔

نعت کے یہ اشعار سن کر حضور ﷺ ان سے خوش ہوگئے اور ان کے اسلام کو پسند فرما کر انہیں مسلمانوں پر عامل مقرر فرما دیا۔

الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 551 پر ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت مالک بن عوف کے نعتیہ قصیدے لکھنے پر ان کے لیے کلمات خیر فرمائے اور انہیں بطور انعام ایک حلہ بھی عنایت فرمایا۔

محترم حضرات! آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نعتیں پڑھنا احادیث کی روشنی میں سنا، نعت شریف لکھنے والوں اور پڑھنے والوں پر حضور ﷺ کی عنایتیں آپ نے دیکھیں، کس قدر خوش نصیبی ہے۔ نعت خوانوں کے لیے، نعت شریف لکھنے والوں کے لیے کہ سرکار اعظم ﷺ ان سے بے حد محبت فرماتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ نعت پڑھنا اور لکھنا مال کمانے اور شہرت پانے کے لیے نہ ہو بلکہ صرف اور صرف نبی پاک ﷺ کو خوش کرنے کے لیے ہو۔

ہم نعت خوانی کی محفل میں جب آتے ہیں تو محفل کے آداب کا بالکل خیال نہیں رکھتے، باوضو نہیں ہوتے، مونہہ میں پان گٹکا بھرا ہوتا ہے۔ فضول باتوں اور ہنسنے میں لگے ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ محفل نعت کے بھی آداب ہیں اور ایک عاشق رسول کو ان آداب کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

محفل نعت کے آداب

☆ نعت خواں باوضو نعت پڑھیں

☆محفل نعت میں باوضو شرکت کی جائے

☆نعت خواں اس تصور کے ساتھ نعت پڑھیں جیسے وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اپنے رب کی عطا سے ہماری نعت کو سماعت فرما رہے ہیں۔

☆محفل نعت کے شرکاء اپنی آنکھوں کو بند کئے دوزانوں ہو کر ادب کے ساتھ نعت شریف سنیں۔

☆ایک نعت خواں جب نعت پڑھ رہا ہو اگر چہ وہ چھوٹے سے چھوٹا نعت خواں ہی کیوں نہ ہو تو اسٹیج پر موجود تمام افراد پر ضروری ہے کہ وہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بات چیت کرنے سے گریز کریں۔ اگر کوئی بہت ضروری بات کرنی ہو تو نہایت ہی دھیمی آواز میں کریں۔

☆محفل نعت کے دوران شرکاء پر بھی ضروری ہے کہ وہ ادب کو ملحفوظ رکھتے ہوئے بات چیت اور آپس میں مذاق مسخری سے گریز کریں۔

☆ بعض اوقات محفل نعت کے شرکاء چیخ چیخ کر نعت خواں کے ساتھ مل کر نعت پڑھتے ہیں، یہ بھی محفل نعت کے آداب کے خلاف ہے۔ نعت خواں کے ساتھ مل کر دھیمی دھیمی آواز میں نعت پڑھیں۔

☆محفل نعت میں جہاں جگہ ملے، وہیں بیٹھ جائیں، آگے جانے کی خواہش

میں لوگوں کو دھکے دے کر ان کا ذوق خراب کرنا بھی ادب کے خلاف ہے۔ اگر آگے بیٹھنے کی خواہش ہے تو پہلے آئیں۔

☆ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نعت خواں کے اوپر نوٹ اڑائے جاتے ہیں، یہ بھی محفل کے آداب کے خلاف ہے، جو کچھ بھی دینا ہے نعت خواں کو پیش کریں، اڑانے سے گریز کریں۔

☆ محفل نعت کا آغاز اپنے مقررہ وقت پر ہو اور مقررہ وقت پر اس کا اختتام ہو کیونکہ جب وقت زیادہ ہوتا ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے جو کہ محفل کے آداب کے خلاف ہے۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں جو محفل نعت میں چند خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، اب ان کو آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

نعت خواں اور نذرانہ

اگر کسی کو محفل نعت کرنی ہو تو اس کے پاس دیگر اخراجات کے علاوہ نعت خواں حضرات کو دینے کے لیے پچاس ہزار یا ایک لاکھ روپے ہونے چاہئیں۔ ہم محفل کروانے والی انتظامیہ سے پوچھتے ہیں، کیا نعت خواں حضرات کو نذرانہ دینا ضروری ہے؟

وہ جواباً کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں، ہر نعت خواں نے اپنا سیکریٹری رکھا ہوا ہے، جو ٹائم دینے سے قبل نذرانہ پکا کروالیتا ہے اور بعض نعت خواں حضرات نے تو گروپ بنا رکھے ہیں۔ان کا باقاعدہ پیکیج ہے۔ پچاس ہزار سے ستر ہزار روپے کا پیکیج ہے۔اس طرح نعت خواں اپنی فیس وصول کرتے ہیں۔آیئے ہم سنیوں کے امام شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں یہ سوال پیش کرتے ہیں:

''زید نے اپنے پانچ روپے فیس مولود شریف کی پڑھوائی (نعت پڑھنے) کے مقرر کر رکھے ہیں،بغیر پانچ روپیہ فیس کے کسی کے یہاں جاتا نہیں''

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا:

زید نے جو اپنی مجلس خوانی خُصوصاً راگ سے پڑھنے کی اُجرت مُقرّر کر رکھی ہے ناجائز وحَرام ہے اس کا لینا اسے ہرگز جائز نہیں،اس کا کھانا صَراحۃً حَرام کھانا ہے۔اس پر واجِب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کر کے سب کو واپَس دے ،وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارِثوں کو پھیرے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدُّق کرے اور آیَندَہ اس حَرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔اوّل تو سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِکرِ پاک خود عمدہ طاعات

واَجَلّ عِبادات سے ہے اور طَاعَت وعِبَادَت پر فیس لینی حَرام ۔ثانِیاً بیانِ سائل سے ظاہر کہ وہ اپنی شِعر خوانی وزَمزَمہ سَنْجی (یعنی راگ اور تَرَنُّم سے پڑھنے) کی فیس لیتا ہے یہ بھی مَحْض حَرام ۔فتاوٰی عالمگیری میں ہے : گانا اور اَشعار پڑھنا ایسے اَعمال ہیں کہ ان میں کسی پر اُجرت لینا جائز نہیں ۔

(فتاوٰی رضویہ، جلد 23، صفحہ 725-724، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جو نعت خواں، نعت خوانی کی فیس وصول کرتے ہیں، ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ وہ اپنے امام کے اس فتوٰی پر غور کریں۔ مال کی محبت آپ کو پیچھے نہیں ہٹنے دے گی مگر ہمت کریں اور علمائے اہلسنت کی مخالفت نہ کریں۔

اگر نذرانہ طے نہ کیا اور جو ملا، وہ خاموشی سے لے لیا تو کیا حکم ہے؟

ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذِہن میں یہ بات آئے کہ یہ فتوٰی تو اُن کے لیے ہے جو پہلے سے طے کر لیتے ہیں، ہم تو طے نہیں کرتے ، جو کچھ ملتا ہے وہ تبَرُّکاً لے لیتے ہیں، اس لیے ہمارے لیے جائز ہے۔ آیئے ہم ایسے لوگوں کو بھی سنیوں کے امام شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں لے چلتے ہیں اور امام سے اس کا جواب طلب کرتے ہیں۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تلاوتِ قرآنِ عظیم بغرضِ ایصالِ ثواب وذِکر شریف میلادِ پاک حُضُور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ضَرور مِنجملہ عِبادات وطَاعت ہیں تو ان پر اِجارہ بھی ضَرور حَرام ومَحذور (یعنی ناجائز)۔اور اِجارہ جس طرح صَریح عَقدِ زَبان (یعنی واضح قول وقَرار) سے ہوتا ہے، عُرفاً شَرطِ مَعرُوف ومَعہُود (یعنی رائج شدہ انداز) سے بھی ہوجاتا ہے مَثَلاً پڑھنے پڑھوانے والوں نے زبان سے کچھ نہ کہا مگر جانتے ہیں کہ دینا ہوگا (اور) وہ (پڑھنے والے بھی) سمجھ رہے ہیں کہ کچھ ملے گا، اُنہوں نے اس طور پر پڑھا، اِنھوں نے اس نیَّت سے پڑھوایا، اِجارہ ہوگیا، اوراب دووجہ سے حَرام ہوا۔

1۔ایک تو طَاعت (یعنی عِبادَت) پر اِجارہ یہ خود حَرام،

2۔دوسرے اُجرَت اگر عُرفاً مُعیَّن نہیں تو اس کی جہالَت سے اِجارہ فاسِد، یہ دُوسرا حَرام۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 19، صفحہ 487، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے اس فتویٰ سے ظاہر ہوگیا کہ صاف لفظوں میں طے نہ بھی ہو تب بھی جہاں پختہ یقین ہو کہ چل کر محفل نعت، قرآن خوانی، آیت کریمہ، دُرُود شریف یا نعت شریف پڑھتے ہیں، کچھ نہ کچھ ملے گا رَقم نہ سہی

سوٹ پیس وغیرہ کا تحفہ ہی مل جائے گا اور مَحفِل کروانے والے بھی جانتے ہیں کہ پڑھنے والے کو کچھ نہ کچھ دینا ہی ہے۔ بس ناجائز وحَرام ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ یہ اُجرت ہی ہے اور فَریقَین (یعنی دینے اور لینے والے) دونوں گنہگار۔

نعت خوانوں پر نوٹیں لٹانا

نعت خوانوں پر نوٹیں لٹانا محفل نعت کے آداب کے خلاف ہے۔اس کے دونقصانات ہیں۔سب سے پہلے نوٹیں لٹانے والے کا نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے ضمیر پر غور کرلے، بار بار اٹھ کر نوٹیں لٹانے کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خواہش تو پیدا نہیں ہورہی کہ لوگ میری واہ واہ کریں گے۔ میری سخاوتوں کے ڈنکے بجیں گے۔اگر یہ خواہش پیدا ہوگئ تو اسے ریاکاری کہا جاتا ہے جو کہ سراسر تباہ کاری ہے۔لہذا عافیت اسی میں ہے کہ نعت خواں کو خاموشی سے ایک ساتھ رقم دے دی جائے تا کہ نام ونمود، ریاکاری اور نمائشی کام سے بچ جائیں۔

دوسرا نقصان نعت خواں کا ہوتا ہے، جب نوٹوں کی بارش ہونے لگتی ہے تو نعت خواں جتنا بھی اپنے آپ کو روک لے مگر توجہ نوٹوں کی طرف جاتی ہی ہے ۔پھر اس کا یہ عالم ہوجاتا ہے کہ نوٹوں کی بارش ہونے کی وجہ سے اس کا جوش و خروش بھی بڑھ جاتا ہے۔جس شعر پر نوٹوں کی بارش تیز ہونا شروع ہوتی ہے،

نعت خواں اس شعر کی تکرار، اس کے ساتھ ساتھ اضافی اشعار، آواز بھی پہلے سے زوردار نکلنا شروع ہوتی ہے اور اس طرح اچھے خاصے نعت خواں کے اخلاص کا خون ہوجاتا ہے۔

گانوں کی طرز میں شور مچاتے ہوئے نعت پڑھنا

بعض نعت خواں گانے کی طرز پر نعت پڑھتے ہیں، ان کی نعتیں سنتے ہی ذہن میں فورا گانا آتا ہے، پوری کی پوری نعتیں مشہور اور سپر ہٹ انڈین اور پاکستانی گانوں کی طرز پر ہوتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ نعت خواں ہم سے کہیں کہ فلمی گانوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے۔ اور اس کی طرزیں اتنی ہوچکی ہیں کہ اب کوئی طرز گانوں سے ہٹ کر نہیں ہوسکتی۔ چلیے ٹھیک ہے مان لیتے ہیں کہ آپ کی بات صحیح ہے مگر نعت خواں اتنا تو کرسکتے ہیں کہ ان طرزوں سے تھوڑا ہٹ کر آہستہ طرز پر نعتیہ کلام پڑھیں تا کہ سننے والوں کو گانے کی طرز محسوس نہ ہو۔

زیادہ اسپیڈ سے بھی نعت نہ پڑھی جائے کیونکہ اس سے بھی نعت کا تقدس برقرار نہیں رہتا بلکہ نہایت شور شرابا ہوتا ہے اسپیڈ سے نعت پڑھنے کی عادت زیادہ تر چھوٹے نعت خوانوں میں پائی جاتی ہے۔ بڑے نعت خوانوں میں قدرے کم پائی جاتی ہے کیونکہ وہ نمبرون کی دوڑ اور اپنے البم کو سپر ہٹ کروانے

کے چکر میں نعت شریف کے آداب کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یاد رکھئے! والیم کا ہٹ ہونا، اس کا عوام و خواص میں مقبول ہونا یہ کامیابی کی دلیل نہیں ہے بلکہ کامیابی تو یہ ہے کہ ہمارا نعت پڑھنا دربار رسالت مآب ﷺ میں منظور و قبول ہو جائے۔

ذکر کے ساتھ نعت پڑھنے کا حکم

آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص آواز جو مشابہ دف ہے، صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے بھی ہمیں بتایا اور دیکھا بھی گیا کہ مائیک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کر کے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے۔ دف ڈھول اور جھنکار کی مثل آواز سنائی دی جاتی ہے اور اسمِ جلالت (اللہ) ادا نہیں ہوتا اس پر مستزاد (اضافہ) ہے کہ چھن چھن، ڈ چک ڈ چک یا اس کے مشابہ کچھ آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔

لہذا آپ کی خدمت میں عالم اسلام کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمہ کا فتویٰ پیش کرتا ہوں جنہیں پڑھ کر یہ بات با آسانی سمجھ میں آجائے گی کہ ذکر کے ساتھ نعت شریف پڑھنا یا سننا جائز

ہے یا نہیں؟

مفتی اختر رضا خان صاحب (جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں۔

آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص آواز جو مشابہ دف ہے، صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ مائیک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کر کے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے۔ بارہا کیسٹ سنے گئے اور دف جیسی آواز صاف سنائی دی بلکہ بعض مروجہ طریقوں میں یہ صاف آشکار (واضح) ہے کہ محض ایک آواز مشابہ دف مسموع ہوتی ہے اور اسم جلالت ''اللہ'' ادا نہیں ہوتا، اس پر یہ مستزاد (اضافہ) ہے کہ چھن چھن یا اس کے مشابہ آواز صاف سنائی دیتی ہیں۔ ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بتکلف ایسی آوازیں جو مشابہ ساز ومماثل دف ہوں، نکالتے ہیں۔ کسی مباح شعر میں ان آوازوں کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ مزامیر شرعاً ممنوع ہیں اور اس طرح وہ آوازیں جو مشابہ مزامیر ہوں، ان کا بھی وہی حکم ہے، یعنی حرام، حرام اور حرام۔ (2صفر المظفر 1427، بمطابق 3 مارچ 2006، جمعۃ المبارک)

دف کے ساتھ نعت پڑھنے کا حکم

نعت شریف پڑھنا اور سننا باعث ثواب اور عشق رسول میں اضافے کا ایک سبب ہے لیکن نعت شریف کے بھی کچھ آداب ہیں۔ اس میں شریعت کی پاسداری لازم ہے لہذا دف اگر جھانج کے ساتھ ہوتو اس کا بجانا مطلقاً ناجائز ہے۔ جھانج والی دف کے ساتھ نعت پڑھنا زیادہ ممنوع اور سخت گناہ ہے اور اگر دف کے ساتھ جھانج نہ ہوتو دف بجانے کی اجازت تین شرطوں کے ساتھ ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ ہیئت تطرب (موسیقی کی طرز) پر نہ بجایا جائے یعنی قواعد موسیقی کی رعایت نہ کی جائے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کے لیے دف بجانا مطلقاً مکروہ ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ بجانے والی عزت دار بیبیاں نہ ہوں (لونڈیاں ہوں) اور جو بچیاں وغیرہ بجائیں، وہ بھی غیر محل فتنہ (کم سن بچیاں ہوں بڑی نہ ہوں) میں نہ بجائیں تو جائز ہے۔

اور حدیث پاک میں جس دف کے بجانے کا ذکر ہے، وہ اسی انداز پر تھا مگر آج کل جو طریقہ رائج ہے اس میں دف بجانے کی مکمل شرائط نہیں پائی جاتیں، تو

ایسا دف بجانا اوراس کے ساتھ نعت پڑھنا جائز نہیں۔

(فتویٰ، دارالافتاء اہلسنت مفتی محمد نوید چشتی)

نعت خوانوں کا غیر مناسب رویہ و اخلاقیات

نعت خواں جن کی پہچان اور حوالہ سرورکونین ﷺ کی ثناء خوانی ہے، انہی آقا کریم تاجدار کائنات ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ قیامت کے دن تم میں میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔

مگر افسوس، صد افسوس کہ فی زمانہ نعت خوانوں سے بات کرنے، ان کو مشورہ دینے اوران کی اصلاح کرنے سے پہلے ہمیں کئی مرتبہ سوچنا پڑتا ہے۔ نہ جانے کیا جواب ملے؟ کہیں نعت خواں کا جواب ہماری بے عزتی کا سبب نہ بن جائے۔ ایک نعت خواں کوکسی عالم نے سمجھایا تو جواباً نعت خواں کہنے لگے، آپ ہماری شہرت سے جلتے ہیں۔ ایک نعت خواں کوایک مرتبہ فقیر نے بہت دھیمی آواز میں اسٹیج پر فقط اتنا کہا کہ وقت مختصر ہے، خیال رکھئے گا۔ بس یہ کہنا تھا کہ نعت خواں نے بلند آواز سے اتنا شور مچایا کہ اسٹیج کے نیچے تک اس کی آواز پہنچی۔ لوگ یہ سمجھے کہ جھگڑا ہوگیا ہے۔

صوفیہ نے اتنی پیاری بات کہی کہ اگر مبلغ کسی کی اصلاح کرنے سے اپنے

دل میں بے عزتی کا خوف محسوس کرنے لگے تو یہ سامنے والے کے لیے ہلاکت ہے۔ ہمارا کردار تو اس قدر بلند ہونا چاہیے کہ ہم اپنی ذات سے اپنے کردار سے اپنے اعلیٰ اخلاق سے عوام کو متاثر کر کے ان کو دین دار بنائیں، نعت خوانی کو تبلیغ کا ذریعہ بنائیں، اس کے ذریعے نوجوانوں کو نمازی بنائیں، ان کی اصلاح کریں مگر آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ اخلاق و کردار نصیب فرمائے۔ آمین

فی زمانہ چند نعت خوانوں کو چھوڑ کر سب کے سب اتنے بڑے آدمی ہو گئے ہیں کہ ان سے گفتگو کرنے کے بعد لوگ یہ کہتے ہیں کہ ملاقات سے قبل ہمارے دل میں ان کی بڑی عزت تھی مگر اب عزت ختم ہو گئی ہے، بس زیادہ نہیں کہوں گا آپ اشارے میں سمجھ جائیں۔

تصاویر سے مزین سی ڈیز اور اشتہارات

عرصہ دراز سے محفل نعت کی آڈیو، ویڈیو کیسٹوں، ویڈیو سی ڈیز اور اشتہارات پر کعبۃ اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف کی تصاویر شائع ہوتی تھیں مگر اب کعبۃُ اللہ، مسجد نبوی اور مقدس مقامات کی تصاویر کی جگہ نعت خوانوں کی بڑی بڑی تصاویر شائع ہوتی ہیں۔ تصاویر اس انداز سے شائع ہوتی ہیں جیسے ماڈلنگ

ہورہی ہے۔ یہ کام صرف اور صرف اپنا مذاق بنانے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ اس سے تبلیغ دین کا کوئی پہلو نکلتا ہے اور نہ ہی مسلک کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ عوام ان چیزوں کا مذاق اڑاتی ہے، نعت خواں حضرات محفل کی تاریخ دیتے وقت ان محافل کا انعقاد کرنے والی انتظامیہ کو سمجھائیں کہ وہ تصاویر والے اشتہارات شائع نہ کریں، صرف نعت خواں ہی نہیں بلکہ علماء کرام کی بھی تصاویر والے اشتہارات شائع نہ کئے جائیں کیونکہ اس سے مذہبی فائدہ بالکل نہیں ہوتا۔ اگر نعت خواں انتظامیہ کو سمجھا کر تصاویر شائع کروانے سے روکیں تو ضرور ان کی بات نہیں ٹالیں گے کیونکہ انتظامیہ نعت خوانوں کی محتاج ہے، نعت خواں ان کے محتاج نہیں۔

مگر افسوس کہ یہ جذبہ ہمارے نعت خوانوں میں نہیں ہے۔ معلومات کے مطابق نعت خواں خود اپنی تصاویر کے البم سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اچھی اچھی تصاویر نکال کر انہیں پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس تصویر کو لگانا مت بھولیے گا، ایسے حضرات خود اپنے اخلاص پر غور کر لیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے نعت خوانوں کو عقل سلیم اور قلب فہیم عطا فرمائے۔ آمین

نقیب کیسا ہونا چاہیے؟

کسی بھی تقریب کی کمپیئرنگ کرنے والے کو نقیب کہتے ہیں۔ محفل نعت میں آدھا وقت نقیب لے جاتے ہیں جو کہ اکثر اہل علم نہیں ہوتے، اس لیے مائیک

ہاتھ میں آتے ہی خلاف شرع اور بڑھا چڑھا کر اشعار بڑے زور و شور سے پڑھتے ہیں اور اگر عوام داد تحسین نہ دے تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے نہ جانے کیا کیا کلمات کہتے ہیں۔

بعض محافلوں میں ایسے نقیب مائیک سنبھالے ہوتے ہیں، جن کے اشعار سن کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہمارے ایمان کو سخت نقصان نہ پہنچے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ محفل میں آدھا وقت نقیب لے جاتے ہیں، اس لیے نقیب کا صاحب علم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس نے جو اشعار پڑھنے ہیں، پہلے کسی مفتی یا مستند عالم دین کو سنا دیں، وہ جن اشعار کی اجازت دیں، صرف وہ اشعار پڑھے جائیں اور ساتھ ساتھ عقائد اہلسنت پر احادیث بھی حوالے کے ساتھ بیان کریں۔

اگر ہر نقیب شور شرابہ مچانے کے بجائے احسن انداز میں علمائے اہلسنت کے نعتیہ اشعار پڑھے تو محفل کا حقیقی مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں انتظامیہ بھی ذرا محنت کر کے علم رکھنے والے نقیب کو مدعو کرے تا کہ کوئی خلاف شرع بات نہ ہو اور کسی کو بھی انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

علماء سے دوری

محفل نعت چار، پانچ گھنٹے تک جاری رہتی ہے مگر پیغام نہیں دیا جاتا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محفل نعت روح کی غذا ہے مگر اس غذا کو برقرار رکھنے کا ذریعہ علماء کرام کے بیانات ہیں۔ اول تو بہت کم محافلوں میں علماء کرام کے

بیانات رکھے جاتے ہیں اور جہاں رکھے جاتے ہیں وہاں عالم یہ ہوتا ہے کہ علماء کرام کو بٹھا کر رکھا جاتا ہے اور ثناء خوانوں کو خوب موقع دیا جاتا ہے۔ آخر میں انتظامیہ درخواست کرتی ہے کہ علامہ صاحب! محفل عروج پر ہے، اگر آپ مختصر بیان فرما دیں تو......

یہ ہمارا حال ہے، ہم علماء سے دور ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم ذرا سوچیں کہ نعت شریف کیا ہے، نعت کی فضیلت کیا ہے، نعت سب سے پہلے کس صحابی نے لکھی اور پڑھی، نعت پڑھنا کہاں سے ثابت ہے، یہ سب ہمیں کس نے بتایا؟ تو جواب یہی آئے گا کہ علماء کرام نے بتایا۔

آج ان علماء سے اتنی دوری کہ نعت خوانوں کو ان کی مرضی کے مطابق وقت دیا جائے اور وہ نعت خواں انتظامیہ سے یہ کہہ کر کہ ہمیں دوسری جگہ جانا ہے، فوراً پڑھ کر اور لفافہ لے کر روانہ ہو جاتا ہے مگر اس عالم دین کو گھنٹوں بٹھا کر رکھا جاتا ہے، کیا یہ زیادتی نہیں؟

ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ ہم تو علماء کو ٹائم دے دیتے ہیں جیسے ہی وہ آتے ہیں، انہیں مائیک دے دیا جاتا ہے اور وہ اپنی مرضی کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ میرے بھائی یہ رویہ آپ کا مشہور اور سخت علماء کرام کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ آپ کو مونہہ پر سنا دیتے ہیں، اس کے برعکس غیر معروف اور چھوٹے

علماء کرام کے ساتھ انتظامیہ کا سلوک کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔کیا یہ علماء سے دوری نہیں؟

لاکھوں روپے کا صحیح مصرف
نعت خوانی کی محافل یا مدارس ولٹریچر

نعت خوانی کی محافلیں اہلسنت و جماعت کا شعار ہیں۔ یہ سلسلہ جاری و ساری رہنا چاہیے، بلکہ اس جدید دور میں ہمیں اپنے مسلک کا پیغام پہنچانے،علم کی طرف لانے اور مال داروں کو مدارس اور لٹریچر پر اپنا مال خرچ کرنے کا ذہن بنانے اور نوجوانوں کی ذہن سازی کا ذریعہ ان محافلوں کو بنانا چاہیے کیونکہ اس وقت ہمارے مدارس وسائل نہ ہونے کی وجہ سے پسماندہ ہیں،لٹریچر کی اشد ضرورت ہے مگر وسائل نہ ہونے کی وجہ سے لٹریچر کا فقدان ہے۔

اگر محافلوں پر خرچ ہونے والا لاکھوں روپیہ جو کہ نعت خوانوں،نقیبوں اور لنگر پر خرچ ہوتا ہے۔ یہ روپیہ مختصر طور پر ان پر خرچ ہونے کے بعد بقیہ رقم مدارس اور لٹریچر پر خرچ کردی جائے تو اس سے ہمارے مدارس، اداروں اور ترویج و اشاعت کو تقویت ملے گی۔اس سلسلے میں سب سے پہلے محفل کا انعقاد کرنے والی انتظامیہ کا ذہن نرمی اور حکمت کے ساتھ بنایا جائے۔اس معاملہ میں نعت خواں

اپنے نفس پر چھری چلا کر انتظامیہ کا ذہن بنائیں کیونکہ انتظامیہ ان سے متاثر ہوتی ہے، وہ ضرور ان کی باتوں پر غور و فکر کر کے عمل کرے گی۔

دوسرے مرحلے میں نعت خواں اور مہمان علماء دوران محفل حکمت عملی سے اپنے بیان کے ذریعے عوام کی ذہن سازی کریں، علم دین کی اہمیت، لٹریچر کی افادیت عوام کے ذہنوں میں بٹھائیں، تاکہ محفل نعت کا مقصد پورا ہو جائے اور عوام اہلسنت جب ان محفلوں سے اٹھیں تو اپنے اندر بیداری محسوس کریں اور دین کی خدمت کا جذبہ لے کر اٹھیں۔

عوام اہلسنت محافل سے دور کیوں؟

اس کی یوں تو کئی وجوہات ہیں مگر بنیادی دو وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نعت خواں حضرات کا رویہ، ان کی ڈیمانڈیں، نعت پڑھتے ہوئے شور مچانا، عوام سے بار بار داد تحسین مانگنا، یہ کہنا کہ ہاتھ اٹھا کر بولو، ہاتھ لہرا کر بولو، جو عاشق رسول ہے، صرف وہ بولے، ایسی حرکتوں کا پڑھے لکھے، طبقے پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ وقت کی پابندی نہیں ہوتی۔ جب دل چاہتا ہے محفل شروع کی جاتی ہے اور اختتام کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔ اہل محبت دس بجے سے آ کر

بیٹھے ہوتے ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ہمت جواب دے جاتی ہے۔ جب محفل طویل ہوتی چلی جاتی ہے تو وہ اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔عوام اہلسنت کی ان محافل سے دوری وقت کی پابندی کا نہ ہونا ہے۔ پڑھے لکھے نوجوان بھی ان محافل میں شرکت نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہر کام میں وقت کی پابندی ضروری ہے اور ان محافل میں وقت کا خیال نہیں رکھا جاتا، اس لیے وہ شرکت نہیں کرتے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ درجنوں ثناءخوانوں کو مدعو کرنے کے بجائے دو یا تین نعت خواں بلائیں، تلاوت سے محفل کا آغاز کریں، بہترین قاری مدعو کریں۔اس کے بعد وہ نعت خواں پڑھیں پھر ایک عالم دین بیان کریں۔اس کے بعد منقبت، صلوٰۃ وسلام اور دعا پر اس محفل کا دو گھنٹے میں پابندی کے ساتھ اختتام کردیں۔

اگر ہم نے وقت کی پابندی کا خیال رکھا اور نعت خوانی کے آداب کا ملحوظ رکھا تو ہماری محفلیں عروج پر ہوں گی اور وہ وقت بھی دنیا نے دیکھا ہے کہ جب ہمارے ثناءخواں اخلاص وآداب کو مدنظر رکھ کر محفلیں منعقد کرتے تھے تو لوگ دوردراز سے اس قدر جمع ہوجاتے تھے کہ انتظامیہ پریشان ہوجاتی تھی، دریاں کم پڑ جاتی تھی،لوگ دو دو گھنٹے کھڑے ہوکر محبت رسول ﷺ میں سرشار نعت شریف

سنتے تھے مگر جب آج وہ تمام چیزیں رخصت ہوگئیں تو باوجود تمام تر سہولیات کے عوام اہلسنت محفلوں سے دور ہوگئی۔

خواتین کا نعت پڑھنا کیسا؟

نعت خوانی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا کے لیے نعت شریف پڑھنا اور سننا ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، سبھی کے لیے باعث برکت ورحمت وسعادت ہے۔

خواتین کا نعت شریف پڑھنا جائز ہے مگر کچھ شرعی قیودات ہیں۔ سب سے پہلے یہ چیز ہے کہ خواتین نعت اور بیان میں اپنی آواز پست رکھیں، غیر مردوں تک نہ پہنچے۔ چودھویں صدی کے مجدد امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کی گئی: چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے، یونہی محرم کے مہینے میں کتاب شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز ملا کر پڑھتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جواب ارشاد فرماتے ہیں:

ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت (یعنی چھپانے کی چیز) اور عورت کی

خوش الحانی کہ اجنبی سے محل فتنہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، ص 240)

معلوم ہوا کہ محفل میلاد، سوئم، چہلم اور برسی کے مواقع پر عورتیں باآواز بلند خصوصا مائیک پر نعت شریف نہ پڑھیں اور نہ ہی بیان کریں کیونکہ اس سے عورت کی آواز باہر سنائی دیتی ہے، غیر مردوں تک پہنچتی ہے جو کہ گناہ ہے۔ لہذا ہماری خواتین کو احتیاط کرنی چاہیے۔ ہاں البتہ چاردیواری میں جہاں کسی غیر مرد تک آواز نہ پہنچے نعت و بیان میں حرج نہیں۔

اے مسندِ حسان کے وارثو!

میری آپ سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی میرے دل میں آپ حضرات کے لیے کوئی بغض و عداوت اور حسد ہے۔ آپ سے میری یہ تمام عرض گزاریاں صرف اور صرف مسلک حق اہلسنت کو نقصان سے بچانے اور محفل نعت کا اصل مقصد حاصل کرنے کے لیے ہیں۔

اے جھوم جھوم کر میرے آقا ﷺ کی نعت پڑھنے والو! ہم اس وقت ہر طرح سے کمزور ہیں۔ ایک طرف بدمذہبیت ہمیں نقصان پہنچا رہی ہے تو دوسری طرف ہمارے اپنے ہی اندر پیدا ہونے والے فتنوں نے ہمیں اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ ایسے نازک دور میں ہمارا مسلک مزید نقصان کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

خدارا! میری بات کو سمجھو ہم کس کس محاذ پر لڑیں گے۔ ہم اب اپنا کتنا دفاع کریں گے، کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے اپنی انانیت کو ختم کردیں۔ دل میں جو حُبّ جاہ، حُبّ مال اور شہرت کا زہریلا مواد پیدا ہو رہا ہے، اس کو اپنے دل سے نکال کر فقط جلوۂ محبوب ﷺ سے اس دل کو بسالیں اور زبان پر یہ شعر جاری ہو۔

آباد اسے کردے ویراں ہے دل عاصی
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

آؤ اے سرورِ کونین ﷺ کے ثناء خوانو! اے شمع رسالت ﷺ کے پروانو! محفل نعت کے اصل مقصد کے حصول کے لیے ہمارا ساتھ دو، محفل نعت کو تبلیغ دین کا ذریعہ بنانے کے لیے، محفل نعت کو مسلک کی ترویج و اشاعت کا ذریعہ بنانے کے لیے، محفل نعت کے ذریعے انقلاب برپا کرنے کے لیے، دکھی اور پریشان عوام کو قریب لانے کے لیے، علم کی روشنی پھیلانے کے لیے اور اپنی بخشش و نجات کے لیے مل کر جدوجہد کریں۔

ہمارے مفتیان کرام اور علمائے کرام کو بھی چاہیے کہ وہ بھری مجلسوں اور بڑے جلسوں میں نعت خوانوں کے متعلق سخت الفاظ استعمال کرنے کی بجائے شفقت اور احسن طریقے سے ان کی اصلاح کریں تاکہ نعت خوانوں کے دلوں

میں مفتیان کرام اور علماء کرام کا وقار برقرار رہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ نعت خواں اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کریں تا کہ پھر وہی پرسوز اور روحانی محفلوں کا انعقاد عمل میں آئے۔ علماء کرام کی شکایات اور لوگوں کے اعتراضات کا خاتمہ ہو اور آپس میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفل نعت کا صحیح مقصد سمجھنے اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

نعت رسول پاک ﷺ ہے نظمی کا مقصد حیات
قبر میں بھی لبوں پہ ہو سرکار ﷺ کی ثناء فقط

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نام کیسے رکھے جائیں؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ - بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 11 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں ہمیں اللہ کریم نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، وہاں ایک عظیم نعمت اولاد بھی ہمیں عطا فرمائی۔ دین اسلام وہ عظیم مذہب ہے جس نے ہمیں ہر کسی کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ جہاں اولاد کے حقوق والدین پر رکھے ہیں، وہیں والدین پر اولاد کے حقوق رکھے ہیں۔ اس کی ایک فہرست ہے جس کی تفصیل میں نہیں جاتا صرف ایک حق کی بات کروں گا جس کا تعلق ہمارے آج کے عنوان سے ہے اور وہ حق ہے ''اولاد کا اچھا نام رکھنا''

مگر ہمارا معاشرہ جہاں مادیت اور تباہی کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، وہیں نام رکھنے میں بھی ہم فخر اور بڑائی کے طلب گار رہتے ہیں مثلاً ہماری اولاد کا ایسا نام ہو جو پورے خاندان میں کسی کا بھی نہ ہو۔ ہماری اولاد کا ایسا نام ہو جو پہلے نہ سنا گیا ہو تاکہ لوگ ہماری بڑائی کریں اور تعریفوں کے پل باندھیں۔ ایسا نام ہو جو خاندان میں کسی کا نہ ہو۔ اس دوڑ میں ہم اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ بغیر نام کا مطلب اور معنی دیکھے وہ نام اپنی اولاد کا رکھ لیتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس نام کا کیا معنی ہے اور اس نام کا ہماری اولاد پر کیا اثر پڑے گا۔

آیئے مختصر وقت میں نام رکھنے کے احکام، اچھے اور برے ناموں کا اثر اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے پسندیدہ ناموں کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆نام بچے کے لیے پہلا تحفہ:

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کا اچھا نام رکھیں کیونکہ یہ ان کی طرف سے اولاد کے لیے پہلا اور بنیادی تحفہ ہوتا ہے، جسے اولاد عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتی ہے اور اپنے نام سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں بھی اسے بیان کیا گیا ہے۔

حدیث شریف = جمع الجوامع جلد 3 کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث نمبر 8875 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچے کو نام کا دیتا ہے۔ اس لیے چاہیے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔

☆نام کب رکھیں؟

نزہۃ القاری جلد 5 کے صفحہ نمبر 430 پر نقل ہے کہ افضل یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے اور نام رکھا جائے، عقیقہ کرنے سے پہلے بھی نام رکھنا جائز ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب الادب میں حدیث نمبر 2841 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا نام رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

☆نام کون رکھے گا؟

شعب الایمان جلد 6 کے صفحہ نمبر 400 پر حدیث نمبر 8685 نقل ہے۔
نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔

☆اپنے ''کچے'' بچوں کا بھی نام رکھیں:

کچے بچے جو ماں کے پیٹ میں ضائع ہوجائیں، ان کا بھی نام رکھنے کی تاکید گئی ہے چنانچہ کنزالعمال کتاب النکاح جلد 8 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45206 نقل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے کچے بچوں کا بھی نام رکھو کہ یہ کچے بچے تمہارے پیش رو (آگے آگے چلنے والے یا آگے گزرنے والے) ہیں۔

ایک حدیث پاک میں تو یہاں تک ارشاد ہوا کہ کچا بچہ نام نہ رکھنے کی صورت میں بارگاہ الٰہی میں والدین کی شکایت کرے گا کہ انہوں نے میرا نام نہ رکھ کر مجھے ضائع کر دیا چنانچہ کنزالعمال کتاب النکاح جلد 8 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45207 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کچے بچے کا بھی نام رکھو کہ ان کے سبب اللہ تعالیٰ تمہارے میزان کے پلڑے کو بھاری کرے گا۔ بے شک کچا بچہ قیامت کے دن عرض کرے گا۔ اے میرے رب! انہوں نے میرا نام نہ رکھ کر مجھے ضائع کر دیا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 2 کے صفحہ نمبر 519 پر ''سقط'' یعنی کچے بچے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عربی میں ''سقط'' وہ بچہ کہلاتا ہے جو چھ ماہ پورے ہونے سے پہلے ماں کے پیٹ سے خارج ہو جائے۔

بہار شریعت جلد اول کے صفحہ نمبر 841 پر ہے۔ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ اس کی خلقت (یعنی پیدائش) تمام (یعنی مکمل) ہو یا ناتمام (نامکمل) بہر حال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا (یعنی اٹھایا جائے گا)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت جلد 3 کے صفحہ نمبر 603 پر فرماتے ہیں کہ لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہو سکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد عورت دونوں کے لیے ہو سکتا ہے۔ (مثلاً راحت، نصرت، تسلیم، نسیم، شمیم وغیرہ)

☆حضور ﷺ اچھا نام سن کر خوش ہوتے:

حدیث شریف = ابو داؤد شریف، کتاب الطب میں حدیث نمبر 3920 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ جب کسی کو عامل (زکوٰۃ وعشر وغیرہ حاصل کرنے والا ذمہ دار) بنا کر بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر اس کا نام آپ ﷺ کو پسند آتا تو خوش ہوتے اور اُس کی خوشی آپ ﷺ کے چہرے پر دیکھی جاتی اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کی ناپسندیدگی آپ ﷺ کے چہرے پر دیکھی جاتی۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 263 پر اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں۔ اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے نام اچھے رکھو۔ نام کا اثر نام والے پر پڑتا ہے۔ بُرے نام والے کو لوگ اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیتے۔ اچھے نام والے کے کام بھی ان شاء اللہ اچھے ہوتے ہیں۔

☆برے نام حضور ﷺ تبدیل فرما دیا کرتے:

کئی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بہت سے نام تبدیل فرما دیے چنانچہ چند احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب الادب میں حدیث نمبر 2848 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول

پاک ﷺ برے نام کو بدل دیتے تھے۔

2۔ حدیث شریف = جمع الجوامع جلد 5 کے صفحہ نمبر 421 پر حدیث نمبر 16151 نقل ہے۔ حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے پاس جب کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ ﷺ کو ناپسند ہوتا۔ آپ ﷺ اس کا نام تبدیل فرمادیتے تھے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ برے نام اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ناپسند فرمائے مگر موجودہ دور میں یہ رواج زور پکڑ چکا ہے کہ اپنے بچوں کا نام رکھنے کے لیے ناولوں، ڈائجسٹوں، ٹی وی ڈراموں اور فلموں کے اداکاروں کے نام بھی چن لیے جاتے ہیں حالانکہ مستحب یہ ہے کہ رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے پسندیدہ نام رکھے جائیں اور وہ پسندیدہ نام کون سے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں سنتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام:

حدیث شریف = مسلم شریف، کتاب الادب میں حدیث نمبر 2132 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔

☆ نبی پاک ﷺ نے عبداللہ نام رکھا:

الاصابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 21 پر حدیث نمبر 6207 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے خواب میں دیکھا کہ انہیں کھجوروں کی تھیلی دی گئی۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہاری زوجہ امید سے ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! بنولیث (قبیلے) سے تعلق رکھنے والی زوجہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عنقریب اس کے ہاں تمہارا بیٹا پیدا ہوگا۔

جب بچہ پیدا ہوا۔ وہ اسے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے اسے کھجور کی گھٹی دی۔ اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

محققین فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انیس سے زائد خوش نصیب بچوں کا نام "عبداللہ" رکھا۔

☆ نبی پاک ﷺ نے عبدالرحمن نام رکھا:

اسد الغابہ جلد 6 کے صفحہ نمبر 337 پر روایت 6319 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نام عبدالرحمن بھی رکھا۔ چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس (سورج کا بندہ) تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے میرا نام عبدالرحمن رکھا۔

☆ نام رکھیں تو ''عبد'' ضرور لگائیں:

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت جلد 3 کے صفحہ نمبر 356 پر لکھتے ہیں کہ عبداللہ وعبدالرحمن بہت اچھے نام ہیں مگر اس زمانہ میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدالرحمن اس شخص کو بہت سے لوگ رحمن کہتے ہیں اور غیر اللہ کو رحمن کہنا حرام ہے۔ اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں۔ اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں، جس سے حقارت نکلتی ہے اور ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے لہذا جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی، یہ نام نہ رکھے جائیں، دوسرے نام رکھے جائیں۔

محترم حضرات! بعض نام اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں لہذا ان ناموں سے پہلے بغیر ''عبد'' لگائے پکارنا حرام ہے، وہ نام ''رحمن، قدوس، خالق، قدیر، مقتدر، رزاق، صمد، قیوم، رحیم، کریم اور عزیز'' ہیں۔

ہمارے زمانے میں یہ بلا بہت عام ہے کہ عبدالرحمن کو رحمن، عبدالخالق کو

خالق، عبدالقدوس کو قدوس اور عبدالرزاق کو رزاق کہہ کر پکارتے ہیں، یہ حرام ہے، اس سے بچنالازم ہے۔

☆ نام محمد کی برکتیں:

محترم حضرات! نبی کریم ﷺ کے ذاتی نام نامی اسم گرامی ''محمد'' پر نام رکھنا فضیلتوں اور برکتوں کا باعث ہے۔ آیئے نام محمد کی فضیلت ہم خود اپنے آقا ومولا ﷺ کی زبان نور سے سنتے ہیں۔

1۔ باپ بیٹا دونوں جنتی:

کنزالعمال شریف کتاب النکاح جلد 16 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45215 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایا: جس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور میری محبت اور حصول برکت کے لیے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے۔

2۔ صبح وشام برکتوں کا نزول:

کنزالعمال شریف کتاب النکاح جلد 16 کے صفحہ نمبر 175 پر حدیث نمبر 45213 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا، قیامت تک صبح وشام اس پر

برکت نازل ہوتی رہے گی۔

3۔ دوزخ سے حفاظت:

مسند الفردوس جلد 2 کے صفحہ نمبر 503 پر حدیث نمبر 7515 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: روز قیامت دو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے کیے جائیں گے، حکم ہوگا، انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو جنت کا کوئی کام کیا نہیں؟ فرمایا جائے گا: جنت میں جاؤ، میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو، دوزخ میں نہ جائے گا۔

☆ عذاب سے چھٹکارا:

کشف الخفاء جلد اول کے صفحہ نمبر 345 پر حدیث نمبر 1243 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا، اسے عذاب نہ دوں گا۔

☆ گھر اور رزق میں برکت:

المنتقی شرح مؤطا امام مالک جلد 9 کے صفحہ نمبر 456 پر نقل ہے کہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اہل مکہ آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ جس گھر میں بھی محمد نام کا کوئی فرد ہوتا ہے تو اس گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے اور ان

کے رزق میں کثرت ہوتی ہے۔

☆جنت میں داخلہ:

طبرانی معجم الکبیر جلد 2 پر نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا جس کا نام محمد ہو، چاہیے کہ وہ کھڑا ہوجائے اور اللہ کے نبی کے نام کی تکریم کے پیشِ نظر جنت میں داخل ہوجائے گا۔

☆لڑکے کی خواہش ہوتو:

فتاویٰ رضویہ جلد 24 کے صفحہ نمبر 690 نقل ہے کہ حضرت ابوشعیب علیہ الرحمہ، امام عطاء علیہ الرحمہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہوتو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے:

اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُہٗ مُحَمَّدًا

یعنی اگر یہ لڑکا ہوا تو میں نے اس کا نام ''محمد'' رکھا۔ ان شاء اللہ لڑکا ہوگا۔

تفسیر روح البیان جلد 7 کے صفحہ نمبر 184 پر علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس کی بیوی حاملہ ہو اور وہ پیٹ پر انگلی سے محمد لکھے تو رب تعالیٰ

اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔

☆ نام محمد کے ساتھ کوئی دوسرا نام نہ ملائیے:

محترم حضرات! یاد رہے کہ محمد یا احمد نام رکھنے کے فضائل و برکات اسی وقت حاصل ہوں گے جب ان کے ساتھ کوئی دوسرا نام نہ ملایا جائے کیونکہ احادیث مبارکہ میں فضائل و برکات تنہا ''محمد اور احمد'' رکھنے کے ہیں۔

اس کا آسان طریقہ یہ ہے، عقیقہ کا نام ''محمد اور احمد'' رکھ لے اور پکارنے کے لیے بلال رضا، اویس، یاسر، ناصر وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح تمام بچوں کے نام محمد یا احمد عقیقہ میں رکھ لیں۔ اصل نام یہی رہے اور پکارنے کے لیے جو نام میں نے ذکر کیے ان ناموں سے بچوں کو پکارے۔ اس سے پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ نام بگڑنے کا اندیشہ نہیں رہے گا اور نام محمد کی بے ادبی بھی نہیں ہوگی۔

فتاویٰ رضویہ جلد 24 کے صفحہ نمبر 689 پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ فقیر نے اپنے سب بیٹوں کا عقیقے میں صرف ''محمد'' نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز (یعنی پہچان) کے لیے عرف جدا مقرر کیے۔

☆ بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو:

محترم حضرات! جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام ''محمد'' رکھے تو اسے چاہیے اس نام پاک کی نسبت کے سبب اس کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کی عزت کرے اور نام نہ بگاڑے، یہ میں نے اس لیے عرض کیا کہ موجودہ دور میں اگر کسی کا نام ''محمد'' ہے تو لوگ اسے بگاڑ کر ''ماد'' ''ماد'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ یوں ہی اگر کسی کا نام ''احمد'' ہے تو اسے بگاڑ کر ''آمد'' یا ''آمند'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ نام اقدس کی بے ادبی ہے لہذا نام اقدس کی نسبت سے نام رکھا جائے تو ادب کیا جائے اور یہ حکم ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے، چنانچہ دو احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف = الجامع الصغیر صفحہ نمبر 49 پر حدیث نمبر 706 نقل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم بیٹے کا نام ''محمد'' رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اس کی نسبت برائی کی طرف نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لڑکے کا نام ''محمد'' رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

☆ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ اور نام محمد کی تعظیم:

سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے ایک بار اپنے وزیر ایاز کے بیٹے کو پکارا:

اے ایاز کے بیٹے !استنجے کے لیے پانی لا۔(حالانکہ ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا لیکن سلطان نے ایاز کے بیٹے کہہ کر پکارا) ایاز نے تھوڑے دنوں کے بعد عرض کی کہ حضور! مجھ سے یا میرے بیٹے سے کوئی غلطی ہوگئی ہے جو آپ نے اس دن اس کا اصل نام نہ لیا؟ یہ سن کر سلطان نے فرمایا: اے ایاز! تیرے بیٹے کا نام ''محمد'' ہے، میں اس دن بے وضو تھا، میں نے کبھی بغیر وضو ''محمد'' نام کو اپنی زبان سے ادا نہ کیا۔

سبحان اللہ! ہمارے اسلاف کتنے باادب تھے، واقعی انہیں ادب ہی کی بدولت اتنا بلند و بالا مقام ملا۔

☆ نبیوں کے نام پر نام رکھو:

انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی باعث برکت ہے۔اس سے بچے کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور ہمیں یہ حکم خود امام الانبیاء ﷺ نے دیا ہے، چنانچہ حدیث شریف سماعت فرمایئے۔

حدیث شریف = نبیوں کے سالار ﷺ نے فرمایا: انبیاء (علیہم السلام) کے نام پر نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں اور سچے نام حارث و ہمام ہیں اور ''حرب و مرۃ'' برے نام ہیں۔

اس حدیث شریف کے تحت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 324 پر لکھتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنے کی ترغیب اس لیے دلائی گئی کیونکہ یہ حضرات انسانوں کے سردار ہیں۔ ان کے اخلاق سب سے بہتر، ان کے اعمال تمام اعمال سے اچھے اوران کے نام تمام ناموں سے افضل ہیں لہذا ان کے نام پر نام رکھنا شرف وسعادت کا باعث ہے۔

☆ نیک شخص کے نام پر نام رکھنے کی برکت:

حدیث شریف = مسند الفردوس جلد 2 کے صفحہ نمبر 58 پر حدیث نمبر 2329 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: نیک لوگوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرے والوں (یعنی نیک لوگوں) سے طلب کرو۔

روایت = تاریخ ابن عساکر جلد 43 کے صفحہ نمبر 44 پر نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جس قوم میں کوئی نیک شخص انتقال کر جائے، اس کے انتقال کے بعد اس قوم میں کوئی بچہ پیدا ہو اور وہ اسی بزرگ شخصیت کے نام پر اس بچہ کا نام رکھیں، تو اللہ تعالیٰ اس اچھا نام رکھنے کے سبب ان لوگوں کے لیے اس بچے میں بھی وہی نیک صفات پیدا فرما دے گا۔

محترم حضرات! نیک لوگوں کے نام پر نام رکھنے سے کتنی برکتیں ملتی ہے مگر ہم کرکٹر، اداکار، فنکار اور گلوکاروں کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں۔ کبھی معنی پر بھی غور نہیں کرتے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور نام اسلام کی تعلیمات کے خلاف کام کرنے والوں کے نام پر رکھتے ہیں۔ آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے، ہم کس راہ پر چل پڑے ہیں۔

☆لوگوں کے برے نام مت رکھو:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ نمبر 204 پر لکھتے ہیں۔ کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو، اسے تکلیف پہنچے، شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اگر بات فی نفسہ سچی ہو، ہر حق سچ ہے مگر سچ حق نہیں۔

معلوم ہوا کہ جس کا جو نام ہو، اسی نام سے پکارا جائے۔ اپنی طرف سے الٹا سیدھا مثلاً لمبو، ٹھنگو، موٹو، کالو اور پیٹو وغیرہ نہ رکھا جائے۔ عموماً اس طرح کے ناموں سے دل آزاری ہوتی ہے اور وہ اس سے چڑتا بھی ہے، لیکن پکارنے والا جان بوجھ کر بار بار مزہ لینے کے لیے اسے اسی نام سے پکارتا ہے۔ ایسا کرنے والوں کو سنبھل جانا چاہیے کیونکہ فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں چنانچہ حدیث

شریف سماعت فرمائیے۔

حدیث شریف = جمع الجوامع جلد 7 کے صفحہ نمبر 23 پر حدیث نمبر 20612 نقل ہے۔حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شخص کو اس کے نام کے علاوہ نام سے بلایا (کسی برے لقب سے جو اسے برا لگے) اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ برے ناموں سے کسی کو نہیں پکارنا چاہیے، صرف اور صرف اصل نام یا کوئی محبت والا پیارا سا نام جو سامنے والے کو راحت پہنچائے، ان ناموں سے پکارنا چاہیے۔

☆ کنیت رکھنا سنت ہے:

کنیت رکھنا سنت ہے۔ نبی پاک ﷺ سمیت متعدد انبیاء کرام علیہم السلام، کثیر صحابہ وصحابیات اور علمائے اُمّت نے کنیت کو اختیار کیا، سب سے پہلے یہ جانتے ہیں کہ کنیت کیا ہے؟

☆ کنیت کسے کہتے ہیں؟

التعریفات کے صفحہ نمبر 132 پر نقل ہے کہ کنیت سے مراد وہ نام جو ''اب، ام، ابن یا ابنۃ'' سے شروع ہو۔

مثلاابوالقاسم،ابوعبداللہ،ابن ماجہ اورابوحفص وغیرہ۔

☆کنیت میں ''ابو'' کا معنی:

مرد کی کنیت میں ''ابو'' کا لفظ آتا ہے۔اگرچہ ''اب'' کا لغوی معنی باپ ہے لیکن کنیت میں ہرجگہ ''ابو'' سے مراد باپ نہیں ہوتا چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 415 پر فرماتے ہیں: کنیت میں ''ابو'' آتا ہے،اس کے معنیٰ ہر جگہ والد نہیں ہوتے ہیں بلکہ اکثر جگہ اس کے معنی ہوتے ہیں ''والا'' جیسے ''ابو ہریرہ'' بلیوں والے ایسے ہی ابوالحکم ''فیصلہ کرنے والا'' ابوبکر کے معنی ہیں اولیت والے۔

☆اولاد نہ بھی ہو تو کنیت رکھ سکتے ہیں:

اگرچہ مشہور یہی ہے کہ جس کی اولاد ہو، وہی کنیت رکھتا ہے لیکن صاحب اولاد نہ ہونے کی صورت میں بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے۔رسول کریم ﷺ نے ایسے صحابہ کو بھی کنیت عطا فرمائی جن کی اس وقت اولاد نہ تھی۔

چنانچہ ابن ماجہ کتاب الادب میں حدیث نمبر 3738 نقل ہے۔حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تم اپنی کنیت ''ابویحییٰ''

رکھتے ہو جبکہ ابھی تمہارے یہاں اولاد نہیں ہے؟ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ نبی پاک ﷺ نے میری کنیت ''ابویحییٰ'' رکھی ہے۔

عمدۃ القاری جلد 15 کے صفحہ نمبر 323 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان کی اولاد ہونے سے پہلے ان کی کنیت ''ابوعبداللہ'' رکھی۔

☆عورت بھی اپنی کنیت رکھے:

ابن ماجہ کتاب الادب میں حدیث نمبر 3739 نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ نے میرے سوا اپنی تمام ازواج مطہرات کی کنیت رکھی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: تم ''ام عبداللہ'' ہو۔

☆''یٰسین''،''طٰہٰ'' نام رکھنا منع ہے:

بہارشریعت جلد 3 کے صفحہ نمبر 605 پر مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ''طٰہٰ ، یٰس'' نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی ﷺ سے ہیں اور بعض علماء نے اسمائے الٰہیہ سے کہا۔ بہرحال جب معنی معلوم نہیں تو ہوسکتا ہے کہ اس کے ایسے

معنی ہوں جو حضور ﷺ یا اللہ کریم کے ساتھ خاص ہوں اوران ناموں کے ساتھ ''محمد'' ملا کر ''محمد طٰہٰ ، محمد یٰس'' کہنا بھی ممانعت کو دفع (یعنی دور) نہ کرے گا۔

☆ ''غفورالدین'' نام رکھنا منع ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 24 کے صفحہ نمبر 681 پر لکھتے ہیں۔ غفورالدین (نام) بھی سخت قبیح و شنیع ہے۔ غفور کے معنی مٹانے والا، چھپانے والا، اللہ تعالیٰ غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب (یعنی گناہ) مٹاتا عیوب چھپاتا ہے، تو غفورالدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔

محترم حضرات! اسی طرح بہت سے لوگ قرآن مجید سے نام نکالتے ہیں۔ اگر وہ نام کسی نبی یا نیک و صالح آدمی کا ہے، تب تو کوئی حرج نہیں لیکن بعض اوقات قرآن پاک سے کوئی ایسا لفظ نام کے لیے منتخب کر لیتے ہیں۔ جسے معنی خرابی کی وجہ سے نام کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً کسی نے قرآن مجید کی سورۂ ناس سے ''خناس'' کا لفظ نکال کر بیٹے کا نام رکھ لیا۔ لفظ تو قرآن مجید کا ہے مگر اس کے معنی ہیں............ اسی طرح کسی نے قرآن مجید کی سورۂ کوثر سے لفظ ''ابتر'' نکال کر اپنی بیٹی کا نام رکھ لیا۔ لفظ قرآن مجید کا ہے مگر اس کے معنی ہیں، خیر

سے محروم رہنے والا۔

لہذا بہتر یہی ہے کہ جو نام بھی پسند ہو، کسی بھی سنی صحیح العقیدہ عالم دین یا مفتی سے تصدیق کرالیں۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو رکھ لیں ورنہ دوسرا نام تجویز کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت مطہرہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

کلمہ طیبہ کی فضیلت اور مکمل تشریح

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ- یَسْتَکْبِرُوْنَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ صافات سے آیت نمبر 35 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا فرمایا اور اپنے محبوب ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ فرمایا۔ حضور ﷺ کا دامن رحمت کلمہ طیبہ پڑھ کر ہمیں نصیب ہوا کیونکہ زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ کے توحید و رسالت کا اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرنے کے بعد ہی بندہ دامن اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ ایمان کی بنیاد ہے۔ اسی کلمہ کو بلند کرنے کے لیے ہمارے آقا ومولا ﷺ نے بڑی بڑی تکالیف جھیلیں، ہر صعوبت برداشت کی، طائف کے میدان میں پتھر کھائے، شعب ابی طالب کی دشوار گزار گھاٹیوں میں رہے تاکہ اس کلمے کی بالادستی ہو، اپنے محبوب شہر اپنی ولادت والے شہر مکۃ المکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کی تاکہ کلمے کی بالادستی ہو۔ یہی وہ کلمہ ہے جسے عشق مصطفی ﷺ سے تر زبان سے اگر کوئی پڑھے تو فلاح پا جاتا ہے۔

ہم الحمدللہ مسلمان ہیں۔ رات دن اس کلمے کا ورد رکھتے ہیں مگر کبھی ہم نے کلمہ طیبہ کے کسی حرف کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ کلمہ طیبہ کے ہر ہر لفظ میں علوم کے دریا سموئے ہوئے ہیں۔ اس کے ہر لفظ میں اسلامی عقائد موجود ہیں۔ ہر سوال کا جواب موجود ہے۔ تمام معبودان باطل کی نفی اور اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا اقرار موجود ہے۔ نبی پاک ﷺ کی ذات کو رب تعالیٰ کے بعد اپنا سب کچھ ماننے کا عقیدہ موجود ہے۔ اسلام کی حقانیت کی ٹھوس دلیل اس میں موجود ہے۔ الغرض

کہ کلمہ طیبہ علوم کا سر چشمہ ہے۔

چنانچہ آج آپ کے سامنے کلمہ طیبہ کی فضیلت، اس کے ہر ہر لفظ کی تشریح پیش کرنے کی سعادت پیش کروں گا۔ آئیے سب سے پہلے کلمہ کی تعریف سنتے ہیں۔

☆کلمہ یا کلمہ طیبہ کیا ہے؟

المنجد کے صفحہ نمبر 695 پر کلمہ کے لغوی معنی قول، بات وہ با معنی لفظ جو انسان کے مونہہ سے نکلے۔

مسلمانوں کی اصطلاح میں ''کلمۃ التوحید'' کے لیے بولا جاتا ہے جو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے پہلا بنیادی رکن (یعنی ایمان) ہے۔ یعنی شہادت اسلام کے لیے، گویا اسلام کا عقیدہ اسی بنیاد پر قائم ہے، کیونکہ دوسرے چار ارکان کا تعلق عبادات سے ہے اور ایمان یا بنیادی عقیدہ کے بغیر عبادات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

☆کلمہ طیبہ کا ثبوت قرآن مجید سے:

کلمہ طیبہ کے دو جزء ہیں۔ پہلا ''لا الہ الا اللہ'' اور دوسرا جزء ''محمد رسول اللہ'' کلمہ طیبہ کے دونوں اجزاء قرآن مجید کی دو آیتیں ہیں چنانچہ پہلا جزء سورۂ

صافات کی آیت نمبر 35 میں وارد ہوا۔

القرآن: اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ- يَسْتَكْبِرُوْنَ○

بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے۔

کلمہ کا دوسرا جزء سورۂ فتح کی آیت نمبر 29 میں وارد ہے۔

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

محترم حضرات! آپ نے کلمہ طیبہ کے دونوں جُزء قرآن مجید کی دو آیتوں کی روشنی میں سنے۔ اب آپ کی خدمت میں کلمہ طیبہ کی اہمیت اور فضیلت پیش کرتا ہوں۔

☆کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت:

1۔کلمہ کی اہمیت:

حدیث شریف = صحیح بخاری کتاب الایمان میں حدیث نمبر 7 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہیں (کلمہ طیبہ) گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

2۔ایمان کی سب سے افضل شاخ:

مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 61 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ان میں سب سے افضل شاخ ''لا الہ الا اللہ'' کا کہنا ہے اور ادنیٰ تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔

3۔ایمان کو تازگی دینے والی چیز:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب میں حدیث شریف نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ'' کثرت سے کہتے رہا

کرو۔

4۔آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 3590 نقل ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (جب) کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے تو اس کلمہ کے لیے یقینی طور پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے یعنی فورا قبول ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔

5۔موت کے وقت راحت ونور:

حدیث شریف = مجمع الزوائد اور مسند ابویعلیٰ میں حدیث پاک نقل ہے۔
حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے ایسا شخص پڑھے جس کی موت کا وقت قریب ہو تو اس کی روح جسم سے نکلتے وقت اس کلمہ کی بدولت ضرور راحت پائے گا اور وہ کلمہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (وہ کلمہ لا الہ الا اللہ'' ہے)

6۔کلمہ پر خاتمہ جنت میں لے جائے گا:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 7410 نقل ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا (یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہوگا) اور اس کے دل میں ایک جو (کے دانے) کے وزن کے برابر بھی بھلائی ہوگی، یعنی ایمان ہوگا، پھر وہ شخص جہنم سے نکلے گا، جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی خیر ہوگی یعنی ایمان ہوگا۔ پھر وہ شخص جہنم سے نکلے گا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہوگا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہوگی۔

7۔ جس دروازے سے چاہے، جنت میں داخل ہو جائے:

حدیث شریف = مسند ابو یعلیٰ جلد اول کے صفحہ نمبر 68 پر حدیث پاک نقل ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی اس طرح دی کہ اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو تو وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے، داخل ہو جائے۔

زبان سے کہہ دیا لا الہ الا اللہ تو کیا حاصل
دل و دماغ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

8۔شفاعت کلمہ پڑھنے والے کے لیے ہے:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 657 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا وہ شخص ہوگا جو خلوص دل کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کہے۔

9۔باوضو کلمہ پڑھنے والے کو بارہ مقامات عطا ہوں گے:

تذکرۃ الواعظین کے صفحہ نمبر 90 پر یہ حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خلوص دل سے باوضو ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھے گا۔اللہ تعالیٰ اس کو بارہ مقامات عطا فرمائے گا۔

1۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوگا تو کلمہ شریف زبان پر جاری ہو جائے گا یعنی اسلام کی حالت میں انتقال کرے گا۔

2۔جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔

3۔اس کی قبر منور ہوگی۔

4۔منکر نکیر خوش شکل بن کر سامنے آئیں گے۔

5۔قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

6۔میزان عمل میں نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہوگا۔

7۔پل صراط پر بجلی کی مانند گزر جائے گا۔

8۔دوزخ کی آگ اس کے جسم پر حرام ہوگی۔

9۔شراب طہور (پاکیزہ شراب) سے نوازا جائے گا۔

10۔جنت میں ستر حوریں اس کی خدمت کے واسطے مامور ہوں گی۔

11۔شفاعت نصیب ہوگی۔

12۔اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

☆کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد کیا حکم ہے:

تفسیر بیضاوی میں امام بیضاوی علیہ الرحمہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔(کلمہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ) دین کی خاص اصطلاح میں خبر رسول ﷺ کو بغیر مشاہدہ کے محض آپ ﷺ کے اعتماد پر یقینی طور پر مان لینے کا نام ایمان ہے (یعنی ان تمام چیزوں کا دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا جو دین محمدی سے ہیں) مثلاً توحید و نبوت وغیرہ۔

محترم حضرات! دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے لازمی ہے کہ تمام ضروریات دین اسلامی قطعی عقائد واعمال پر ایمان لایا جائے۔لفظ ایمان امن سے بنا ہے یعنی ایمان والے شخص سے دوسروں کو ذرہ بھر بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

☆کلمہ پڑھنے کے بعد اس پر ڈٹے رہو:

مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھ کو اسلام کی کوئی ایسی (جامع) بات بتا دیجئے کہ آپ ﷺ کے بتانے کے بعد پھر اس سلسلے میں مجھے کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس بات پر ڈٹے رہو۔

☆کلمہ پڑھنے کے بعد ہر برائی چھوڑ دو:

مسند احمد میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا: کون سا ایمان افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ ایمان جس کے ساتھ ہجرت ہو۔انہوں نے دریافت کیا: ہجرت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہجرت یہ ہے کہ تم برائی کو چھوڑ دو۔

☆دعا کیا کرو کہ ایمان تازہ رہے:

امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان تمہارے دلوں میں اسی طرح پرانا (اور کمزور) ہوجاتا ہے، جس طرح کپڑا پرانا ہوجاتا ہے لہذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ رکھے۔

☆کلمہ پڑھنے کے بعد محبت اور دشمنی صرف اللہ کے لیے:

ابوداؤد شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی سے محبت کی اور اسی کے لیے دشمنی کی اور (جس کو دیا) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دیا (جس کو نہیں دیا) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے نہیں دیا تو اس نے ایمان کی تکمیل کرلی (یعنی اس کا ایمان کامل ہوگیا)

محترم حضرات! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر اس پر ڈٹا رہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کلمہ سے نہ ہٹا سکے۔ دوسری چیز یہ کہ تمام

برائیوں کو چھوڑ دے، ہر وہ کام جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی ناراضی ہے، وہ کام ہرگز نہ کرے۔ تیسری چیز یہ کہ محبت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے کرے اور نفرت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، چوتھی چیز یہ ہے کہ دعا کرتا رہے کہ اے میرے اللہ کریم! میرے دل میں ایمان کو ہمیشہ تازہ رکھ۔

☆بن دیکھے ایمان لانے والوں کے لیے بار بار مبارکباد:

مسند احمد میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، اس کو تو ایکبار مبارکباد! اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا، اس کو بار بار مبارکباد۔

محترم حضرات! اب مختصر مختصر آپ کی خدمت میں کلمہ طیبہ کے ہر ہر لفظ کی الگ الگ تشریح اور تفسیر بیان کروں گا تا کہ مکمل کلمہ طیبہ آپ کی سمجھ میں آ جائے۔

☆لا:

''لا'' بمعنیٰ نفی کے ہیں۔ لفظ ''لا'' نفی کے لیے آتا ہے۔ کلمہ طیبہ نفی سے شروع ہو کر اثبات پر ختم ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ تمام باطل معبودوں کی نفی کر کے

پھر معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کا اقرار و اعتراف اور آخر میں اپنے رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار کا نام کلمہ طیبہ ہے۔

☆الٰہ:

المنجد کے صفحہ نمبر 16 پر الٰہ کا لغوی معنی معبود (جس کی عبادت کی جائے) ہے۔کلمہ طیبہ کے شروع میں الٰہ کا لفظ ''لا'' کے بعد بیان کیا گیا ہے۔قرآن مجید کی متعدد آیات میں لفظ ''الٰہ'' کو بیان کیا گیا ہے جس کے معنی معبود کے ہیں چنانچہ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 163 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی بڑی رحمت والا مہربان

دوسرے مقام پر سورۂ نساء کی آیت نمبر 171 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ترجمہ: اللہ تو ایک ہی معبود ہے۔

تیسرے مقام پر سورۂ ص کی آیت نمبر 65 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَّ مَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ

ترجمہ: اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

ان تمام آیات سے آپ لفظ ''الٰہ'' کا مطلب اور مقصد سمجھ گئے ہوں گے۔ ہمارا معبود حقیقی جس کی ہم عبادت کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے اس الزام کی بھی نفی ہوگئی جو لوگ اہلسنت و جماعت پر یہ بہتان باندھتے ہیں کہ آپ لوگ اولیاء اللہ کو ''الٰہ'' مانتے ہیں حالانکہ یہ سراسر بہتان ہے کیونکہ الٰہ کا معنیٰ معبود جس کی عبادت کی جائے۔ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبود مانتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں، جہاں تک اولیاء اللہ کا تعلق ہے، انہیں جو بھی مرتبہ، شان، عظمت عطا کی ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کی ہے۔ ہم (معاذ اللہ) ان کی عبادت نہیں کرتے۔ صرف انہیں اللہ تعالیٰ کا دوست مانتے ہیں۔

☆ اسم جلالت ''اللہ'' کی تحقیق:

یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جسے اسم جلالت اور اسم اعظم بھی کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دو لفظوں کا مرکب ہے مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ اسم جلالت ''اللہ'' یہ ایک نام ہے، دو لفظوں کا مرکب نہیں ہے۔

خدائے رحمن نے قرآن مجید میں بھی اپنی ذات کا تعارف اسم جلالت ''اللہ'' سے ہی کرایا ہے بلکہ ہمیشہ صفات وکمالات ربوبیت کا ذکر بھی اسی نام سے شروع کیا ہے۔اسم جلالت ''اللہ'' قرآن مجید میں کم وبیش ستائیس سوایک ((2701 مرتبہ بیان ہوا ہے۔اتنی کثرت سے کوئی دوسرا نام قرآن مجید میں بیان نہیں ہوا۔

☆ محمد:

کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء اسم محمد سے شروع ہوتا ہے۔نام محمد میں بڑی جامعیت ہے۔اس کے دو معنیٰ ہیں۔

1۔سب سے زیادہ تعریف کیا گیا۔

2۔بے عیب ذات۔

اب مختصر دونوں معنی کی تفصیل عرض کرتا ہوں۔

1۔سب سے زیادہ تعریف کیا گیا:

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ تعریف وتوصیف اور تعظیم کا حق،جس ذات کا ہے، وہ صرف اور صرف محبوب کبریا ﷺ کی ذات بابرکات ہے،کلمہ طیبہ نے کچھ لوگوں کے اس عقیدے کو باطل قرار دے دیا جو نبی پاک ﷺ کی تعریف وتعظیم کو اللہ تعالیٰ سے بڑھانا کہتے ہیں۔وہ لوگ اگر ''اسم

محمدؐ'' کا صحیح معنی اور مفہوم سمجھ لیں تو ان کی یہ خام خیالی دور ہو جائے گی۔

علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ استعیاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ کی ولادت ہوئی تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے (ساتویں دن) آپ ﷺ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔ ان سے کسی نے کہا: اے ابوالحارث! آپ نے ان کا نام محمد (ﷺ) کیوں رکھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اور تمام اہل زمین آپ ﷺ کی تعریف کریں۔

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کتاب الشفا میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نام ''محمد'' کو ازل سے ہی اچھوتا بنا کر رکھا۔ پوری تاریخ انسانیت میں اس نام سے کوئی شخص موسوم نہیں ہو سکا۔

امام قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ آدمی کی تصویر نام محمد کی شکل پر لکھی گئی ہے۔

نامِ محمد کی پہلی ''میم'' آدمی کا سر ہے۔

محمد کی ''ح'' آدمی کے دو ہاتھ ہیں۔

دوسری ''میم'' آدمی کی ناف ہے۔

''دال'' آدمی کے دونوں پاؤں ہیں۔

☆ رسول اللہ:

رسول اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا (اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا)

☆ رسول کون ہوتا ہے؟

نبی اپنے ساتھ صرف نبوت لاتا ہے مگر رسول اپنے ساتھ نبوت بھی لاتا ہے اور شریعت بھی لاتا ہے۔

☆ رسول پاک کرنے کے لیے آتا ہے:

قرآن مجید سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 151 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

☆ رسول، اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب جانتا ہے:

قرآن مجید سورۂ جن کی آیت نمبر 27،26 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝

ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر رہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول علم غیب بھی جانتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب پر آگاہ ہے، غیب کی خبروں کو جانتا ہے۔ اس کے سامنے غیب کے تمام پردے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

☆ رسول مددگار بھی ہوتا ہے:

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 55 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

ترجمہ: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور رسول۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول مددگار بھی ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے غلاموں کی مدد بھی کرتا ہے۔

☆ رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے:

سورۂ نساء کی آیت نمبر 80 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول وہ ہے جس کا حکم خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس کی پیروی خدا تعالیٰ کی پیروی ہے۔ اس کی رضا خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور رسول کی ناراضی خدا تعالیٰ کی ناراضی ہے۔

☆ رسول، آخری نبی ہیں:

قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب آیت 40 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ - وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے

رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (یعنی خاتم النبیین) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے رسول ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا لہذا اگر کوئی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب ہے۔

اب آخر میں ہم سنتے ہیں کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر بندہ کن چیزوں کا پابند ہوجاتا ہے۔

1۔ تمام باطل معبودوں سے بیزاری اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی ماننے کا پابند ہوجاتا ہے۔

2۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر واجبات کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے اور اس کی نافرمانی والے کاموں سے بچنے کا پابند ہوجاتا ہے۔

3۔ رسول اللہ ﷺ کو رسول برحق اور آخری نبی ماننے کا پابند ہوجاتا ہے۔

4۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے بعد اپنا سب کچھ ماننے کا پابند ہوجاتا ہے۔

5۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کا جاننے والا، مددگار، بے عیب اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنے کا پابند ہوجاتا ہے۔

6۔رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کوخدا تعالیٰ کی اطاعت اوران کی رضا کواللہ تعالیٰ کی رضا ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

7۔ رسول اللہ ﷺ کو بے مثل و بے مثال اور رب تعالیٰ کا پیارا محبوب ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

8۔ رسول اللہ ﷺ کو اُمّت پر گواہ یعنی اُمّت کے احوال وافعال پر مطلع ہونے والا ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

9۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کو کفر ماننے کا پابند ہوجا تا ہے۔

10۔ رسول اللہ ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہلبیت اطہار اور اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی سے بچنے اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب کرنے کا پابند ہوجا تا ہے۔

اے ہمارے مولا! ہمیں کلمہ طیبہ والی زندگی اور کلمہ طیبہ والی موت عطا فرمائے اور جو ہم نے سنا ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

قرآن مجید میں
ہر شے کا علم ہے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نحل سے آیت نمبر 89 کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن مجید بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا سرچشمہ بن کر نازل ہوا ہے،

یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب جس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ بلاشبہ قرآن کا ظاہر بہت خوبصورت اور اس کا باطن عمیق اور گہرا ہے۔ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے اور اس کے غرائب کی کوئی انتہا نہیں، گمراہی اور جہالت کے اندھیرے اس کے بغیر ختم نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید وہ ناصح ہے جو کبھی دھوکہ نہیں دیتا اور ایسا راہنما ہے جو کبھی راستے سے بھٹکنے نہیں دیتا اور ایسا صادق البیان ہے جس میں ذرہ بھر بھی غلطی کا شائبہ نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ اس نے صدیوں سے آغوش غفلت میں مدہوش ہونے والی قوم کو بیدار کر دیا اور سینوں کی لاعلاج اور پرانی بیماریوں، مثلاً بغض، وعناد، شک ونفاق، حسد اور کینہ غرضیکہ ہر قسم کی مذموم صفات سے روح کو پاک کر دیا۔ قرآن کریم کو دنیا بھر میں ادبی برتری کی حامل بے مثال کتاب بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کی عظمت کو اپنے پرائے سب ہی تسلیم کرتے ہیں۔

جہاں قرآن مجید ایک طرف کتاب ہدایت اور شفاء رحمت ہے، وہیں دوسری طرف اس میں ہر شے کا روشن بیان ہے یعنی کائنات کی ہر ظاہر، پوشیدہ، زمینی، آسمانی، فرشی، انسانی، حیوانی، ملکی، ملکوتی، جناتی، روحانی، اولیٰ، آخری، شریعت کی طریقت کی معرفت وحقیقت، حلال وحرام، علم وعقل، فہم وفراست،

اعمال وعقائد تمام چیزوں کا بیان اس کتاب میں موجود ہے۔

مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے، اس کی تلاوت کرنا، اس میں تدبر آدمی کو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ یہ مکمل وجامع کتاب ہے۔

محترم حضرات! اب آیئے ہم اسی کلام کی آیات کی روشنی میں اس کی جامعیت، اس میں پوشیدہ علوم اور ہر شے کا روشن بیان سنتے ہیں اور آخر میں علمائے اُمّت جنہوں نے اس کلام پر غور وخوض کیا، تدبر کیا، ان کے ارشادات بھی سنیں گے۔

جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، سورۂ نحل کی آیت نمبر 89 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اس آیت کے تحت مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 14 کے صفحہ نمبر 386 پر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں فرمایا: اے نبی! ہم نے

آپ پر ایسی عظیم ازلی، ابدی، دائمی کتاب نازل فرمائی ہے جو پوری کائنات کی ہر ظاہر، پوشیدہ، زمینی، آسمانی، عرشی، انسانی، حیوانی، ملکی، ملکوتی، جناتی، روحانی، اولی، آخری شریعت کی معرفت، فہم وفراست، اعمال وعقائد تمام چیزوں کا بیان و اظہار لے کر آنے والی ہے۔

دوسرے مقام پر سورۂ قمر کی آیت نمبر 53 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: **كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ**

ترجمہ: ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

☆ قرآنی علوم کو کیسے جانیں؟

شعب الایمان میں حدیث نمبر 1960 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اولین و آخرین کے علوم کو جاننا چاہے، وہ قرآن کے معانی پر غور وخوض کرے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں اولین وآخرین کے علوم موجود ہیں، مگر یہ علوم اسی کو نصیب ہوں گے جو اس کے معانی پر غور وخوض کرے۔ الحمدللہ! دنیا نے دیکھا، جب ہمارے اکابر، صحابہ اور مفسرین نے اس کلام پاک کے معانی پر غور وخوض کیا تو وہ کہہ اٹھے۔

☆ میرے اونٹ کی رسی:

اتحاف السادۃ المتقین باب نمبر 4 میں نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن سے پالوں گا۔

محترم حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید میں ہر شے کا علم ہے لیکن ہم ان علوم تک اس لیے نہیں پہنچ سکتے کہ ہمارے پاس وہ نگاہیں نہیں ہیں۔ ہم قرآن کے ظاہری علوم کو دیکھتے ہیں جبکہ ہمارے صحابہ اور اکابرین کی نظریں ظاہر کے ساتھ ساتھ قرآن کے باطنی علوم کو بھی دیکھتی تھیں۔ یاد رہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر حرف اور ہر ہر آیت کا ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی ہے۔ یہ میں نہیں کہتا، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ہمیں بتایا، چنانچہ حدیث سماعت فرمائیے۔

☆ قرآن مجید کے باطنی علوم:

اتحاف السادۃ المتقین باب 4 میں نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہر آیت کا ظاہر و باطن ہے اور ہر حرف کی حد ہے اور ہر حد کی مطلع ہے۔

محترم حضرات! اگر ہم قرآن مجید فرقان حمید کی کل آیات کو گنتی کریں تو (6666) چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں لہذا قرآن مجید میں (6666)

ظاہری علوم ہیں اور (6666) باطنی علوم ہیں۔

اور اگر ہم قرآن مجید کے حرف کو جمع کریں اور کل حرف کی تعداد (323760) ہے لہذا قرآن مجید میں (323760) ظاہری علوم ہیں اور (323760) باطنی علوم ہیں اور ظاہری و باطنی علوم کو جمع کریں تو (647520) چھ لاکھ سینتالیس ہزار پانچ سو بیس علوم موجود ہیں۔

☆بارہ سال میں سورۂ بقرہ:

محترم حضرات! ہمارے یہاں درس نظامی (عالم کورس) زیادہ سے زیادہ چھ سال، سات سال یا آٹھ سال میں مکمل کروالیا جاتا ہے۔ایک عالم دین اپنی مسجد میں تفسیر قرآن کا سلسلہ شروع کرے، اگر وہ آہستہ آہستہ بھی آیت بہ آیت تفسیر بیان کرے تو بھی زیادہ سے زیادہ دس سال میں مکمل قرآن مجید کی تفسیر بیان کرلے گا۔مگر سیر اعلام النبلاء جلد اول کے صفحہ نمبر 520 نقل ہے۔حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے محبوب کبریا صاحب قرآن ﷺ کی بارگاہ سے بارہ سال میں سورۂ بقرہ (کی تفسیر) پڑھی اور جب سورۂ بقرہ مکمل ہوگئ تو آپ نے شکرانے میں ایک اونٹنی ذبح فرمائی۔

محترم حضرات! غور کیجیے کیسے کیسے علوم سورۂ بقرہ میں ہوں گے جو بارہ سال

تک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سینے میں صاحب قرآن ﷺ نے داخل فرمائے ہوں گے۔ اگرچہ سورۂ بقرہ چند پاروں کی ہے مگر بارہ برس تک اسکو پڑھنا واضح کرتا ہے کہ کلام الٰہی ظاہری و باطنی علوم کا سرچشمہ ہے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی جب قرآن مجید مکمل ہو یا کوئی سورت مکمل ہوتو شکرانہ میں لوگوں کو کھانا کھلانا، شیرینی تقسیم کرنا، یہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے کہ جنہوں نے سورۂ بقرہ مکمل ہونے پر اونٹنی ذبح کرکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ اور قرآن کا علم:

میزان الشریعہ الکبریٰ جلد اول کے صفحہ نمبر 106 پر نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے ''ب'' کے نیچے جو نقطہ ہے اس کی تفسیر کروں تو (80) اسی اونٹ (کتابوں سے) بھر دوں۔

اتقان میں بحث نمبر 78 پر نقل ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو ستر (70) اونٹ (کتابوں سے) بھر دوں۔

☆قرآن سے ہزار مسائل نکالتے رہے:

کتاب مناقب الامام الاعظم جلد 2 کے صفحہ نمبر 159 پر نقل ہے۔ایک مرتبہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے استاد حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے یہاں ایک رات قیام فرمایا، جب رات ہوئی تو امام شافعی علیہ الرحمہ نوافل کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہو گئے جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ بستر پر ہی لیٹے رہے۔

جب فجر کا وقت ہوا تو امام محمد علیہ الرحمہ نے وضو کیے بغیر نماز فجر ادا فرمائی۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔آپ نے بغیر وضو نماز ادا کرنے کا سبب پوچھا تو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا۔آپ نے ساری رات نوافل ادا کر کے اپنے لیے عمل کیا جبکہ میں نے نبی پاک ﷺ کی تمام اُمّت کے لیے یہ عمل کیا کہ بستر پر لیٹے لیٹے قرآن مجید سے ایک ہزار مسائل کا حل نکالا۔یہ سن کر امام شافعی علیہ الرحمہ فرمانے لگے، تب سے ہی میں اپنی شب بیداری پر اپنے استاد کی شب بیداری کو ترجیح دیتا ہوں۔

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی فہم وفراست:

محترم حضرات! یہ امام محمد علیہ الرحمہ کون تھے؟ یہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ

الرحمہ کے شاگرد تھے، ذرا سوچیں شاگرد کا یہ عالم ہے تو استاد کا کیا عالم ہوگا۔
ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ ساری زندگی قرآن وحدیث سے مسائل کا حل نکالتے رہے اور اپنی زندگی اسی کام کے لیے وقف کردی۔ میں کسی حنفی امام کا حوالہ نہیں دیتا بلکہ ایک آزاد خیال شخص جو کہ شبلی نعمانی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کی بات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شبلی نعمانی کہتا ہے، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے قرآن وحدیث سے جو مسائل اخذ کیے، ان کی تعداد 12 لاکھ 90 ہزار سے زیادہ ہے۔

محترم حضرات! یہ وہی لوگ تھے جن کی نگاہیں قرآن مجید کے ظاہری و باطنی علوم پر تھیں۔ ہم صرف قرآن مجید پڑھتے ہیں، حافظ قرآن صرف قرآن مجید حفظ کرتا ہے، مگر یہ وہ لوگ تھے جو عارف القرآن تھے۔ قرآن مجید میں کون کون سے علوم پوشیدہ ہیں، وہ اپنی مومنانہ فراست سے اسے نکال لیتے تھے اور کیوں نہ ہو، یہ کلام ہی ایسا ہے جس میں خشک وتر کا علم موجود ہے۔ آیئے سورۂ انعام کی آیت نمبر 59 سنتے ہیں۔

القرآن: وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو اس روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 7 کے صفحہ نمبر 466 پر فرماتے ہیں کہ ''وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ '' یہ عبارت معطوف ہے۔ یہاں دو احتمال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رطب'' یعنی تری پانی ہے اور ''یابس'' یعنی خشکی زمین ہے۔ حضرت عطا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو دانہ اُگ جائے، وہ رطب ہے اور جو نہ اُگے وہ یابس ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد عالم کی ہر چھوٹی، بڑی کھلی پوشیدہ چیز ہے، موجود اور جو فنا ہو چکی یا آئندہ موجود ہو گی۔ آخری قول زیادہ قوی ہے (تفسیر خازن)

☆ رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی:

سورۂ کہف کی آیت نمبر 109 میں ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ

ترجمہ: تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 16 کے صفحہ نمبر 98 پر فرماتے ہیں کہ کلمات الٰہیہ یعنی اللہ تعالیٰ کے تخلیقی شاہکار، انبیاء کرام علیہم السلام وغیرہ، سب سے بڑے کلمات انہی کے اجسام مقدسہ ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی قدرتیں

(3) حکمتیں

(4) صفات ازلی قدیمی

(5) علم

(6) معلومات باری تعالیٰ

(7) کلام الٰہی

ان کو سمجھنا تو در کنار اگر کبھی کوئی فقط لکھنے اور ضبط تحریر و مجموعہ کتاب بنانے کا ہی ارادہ کرے تو آشکار ہوجائے کہ ''لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا '' اگر یہ موجودہ دنیا کا پورا لبالب بھرا ہوا سمندر اپنے سات سمندر حصوں اور کروڑوں قسموں کے پانیوں کے ساتھ پورے کا پورا سیاہی بن جائے، میرے رب کے کلمات لکھنے کے لیے اور لکھنے والے لکھنا شروع کر دیں تو البتہ یقینا پورا سمندر ختم ہوجائے، پہلے اس گمان سے کہ کلمات ختم ہوں۔ یعنی کلمات کے ختم ہوجانے اور

سب لکھے جانے کا انسانی خیال و گمان صحیح نہ ہو اور سب سیاہی لکھتے لکھتے ختم ہو جائے، اگر چہ ہم سب لکھنے والے یعنی انبیاء، اولیاء، علماء، ملائکہ جنات مل کر اس پورے سمندری پانی کے برابر سیاہی بھی ختم ہو جائے گی مگر رب تعالیٰ کے کلمات و معلومات کتابت سے پھر بھی ختم نہیں ہو سکتے۔ کتاب مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ حسام واقلام اور سیاہی سب منتہی ہیں اور کلمات غیر منتہی بے انتہا، تو منتہی چیز غیر منتہی کو بھلا کس طرح ختم کرسکتی ہے۔

☆ دوسرے مقام پر سورۂ لقمان آیت نمبر 27 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ

ترجمہ: اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں، سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تفاسیر کے حوالے سے مفسرین نے جو کچھ لکھا، وہ ان کے مطالعہ اور تحریر کی حد ہے، میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اب آپ کے سامنے علمائے اسلام کی لکھی گئی قرآنی تفاسیر کا

ذکر کرتا ہوں جسے سن کر آپ حیران رہ جائیں گے کہ انہوں نے کلام الٰہی کی تفاسیر اتنی جلدوں میں کیسے لکھی ہوں گی۔

☆علمائے اسلام کی تفاسیر:

1......امام ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ نے تفسیر کی 600 چھ سو جلدیں لکھیں۔

2......امام ابوبکر بن عبداللہ علیہ الرحمہ نے صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع کی پچاس آیات کی تفسیر 140 ایک سو چالیس جلدوں میں لکھیں۔

3......علامہ ادفوی علیہ الرحمہ نے تفسیر کی 120 ایک سو بیس جلدیں لکھیں۔

4......علامہ ابن نقیب علیہ الرحمہ نے تفسیر کی 100 جلدیں لکھیں۔

5......امام رازی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کی تفسیر تفسیر کبیر کے نام سے 32 جلدوں میں لکھی۔

6......امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے والد حضرت علامہ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ نے قرآن پاک کی مختصر سورت سورۂ الم نشرح جو کہ سات آیات پر مشتمل ہے، ایک پوری جلد میں اس کی تفسیر لکھی۔

سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ کے غلاموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے قرآن مجید کا کیسا فہم وعلم عطا فرمایا کہ انہوں نے کثیر جلدیں لکھ کر

پوری دنیا کو دنگ و حیران کر دیا۔

اب میں آپ کی خدمت میں حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا اور حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کی ملاقات والا واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، جس میں حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا نے حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کے تمام سوالات کے جوابات قرآن مجید کی آیات سے دیئے ہیں۔

☆قرآن مجید سے ہر جواب:

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ معظّمہ میں گیا اور مدینہ منورہ کے ارادے سے اپنی اونٹنی پر سوار تن تنہا جا رہا تھا اور عرب کے بابرکت ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیاں عبور کرتا چلا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک جگہ دور کچھ سیاہی نظر آئی، قریب جا کر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ضعیفہ عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے حیرت کے ساتھ ان کی طرف دیکھا اور کہا:

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، تو انہوں نے جواب دیا۔

القرآن: سَلٰمٌ - قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ

(سورۂ یٰس آیت 58)

ترجمہ: اُن پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ

آپ پر رحمت فرمائے، یہاں کیا کررہی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

القرآن: وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

(سورۂ مومن آیت 33)

ترجمہ: اور جس کو اللہ راستہ بھلا دے پھر کوئی اسے ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سمجھ گیا کہ یہ راستہ بھول گئی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے اور کہاں جائیں گی۔

وہ کہتی ہیں:

القرآن: سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

(سورۂ بنی اسرائیل آیت 1)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا، مسجد حرام سے مسجد اقصا تک

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ حج سے فارغ ہوکر بیت المقدس کی طرف جارہی ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہاں

کب سے تشریف فرما ہیں۔ وہ بولیں۔

القرآن: ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا (سورۂ مریم آیت 10)

ترجمہ: تین رات اور دن

آپ فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ہوگا۔ کیسے گزارہ کرتی ہیں؟ وہ بولیں۔

القرآن: وَ الَّذِیۡ هُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِ

(سورۂ شعراء آیت 79)

ترجمہ: وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا کہ یہاں تو پانی نہیں ہے وضو کیسے کرتی ہیں؟ وہ بولیں۔

القرآن: فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا طَیِّبًا

ترجمہ: اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو

(سورۂ نساء آیت نمبر 43)

آپ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ میرے پاس کھانا ہے، تناول فرمائیں گی؟ تو وہ بولیں۔

القران: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

(سورۂ بقرہ آیت 187)

ترجمہ: پھر رات آنے تک روزے پورے کرو

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یہ مہینہ رمضان کا تو نہیں ہے؟ وہ بولیں۔

القران: فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

(سورۂ بقرہ، آیت 184)

ترجمہ: پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم لوگوں کے لیے تو روزہ رکھنا مباح (جائز) ہے؟ وہ بولیں۔

القران: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو

اگر تم کو ذرا بھی عقل ہو تو بار بار اس کا سوال نہ کرتے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کی عورت ہو تو وہ بولیں۔

القرآن: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا

(سورہ بنی اسرائیل آیت 36)

ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ہے، بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے

آپ فرماتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا کہ مجھ سے خطا ہوئی تو معافی کا طلب گار ہوں، وہ بولیں۔

القرآن: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۔ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ

(سورۂ یوسف آیت 92)

ترجمہ: آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔

آپ فرماتے ہیں میں نے پوچھا تم کو میں اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں؟ وہ بولیں

القرآن: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ

(سورۂ بقرہ آیت 197)

ترجمہ: اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے اونٹنی بٹھائی اور کہا آؤ۔ وہ بولیں۔

القرآن: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
(سورۂ نور آیت 30)

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

آپ فرماتے ہیں: میں نے آنکھیں ان کی طرف سے پھیریں اور کہا سوار ہو جاؤ، انہوں نے جیسے ہی سوار کا ارادہ کیا تو اونٹنی دوڑی اور ان کی چادر پھنس گئی۔ اپنی چادر کے پھٹنے کو دیکھ کر بولیں۔

القرآن: وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (سورۂ شوریٰ آیت 30)

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہونچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا

آپ فرماتے ہیں، میں نے اونٹنی کو باندھ دیا اور کہا کہ سوار ہوں پھر وہ سوار ہوئیں اور اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر کہا۔

القرآن: سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ

مُقْرِنِيْنَ○ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

(سورۂ زخرف آیت 13)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کردیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) کی نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے

آپ فرماتے ہیں میں نے اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں لی اور دوڑتا چلا۔ میری یہ حالت دیکھ کر بولیں۔

القرآن: وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ

ترجمہ: اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر

آپ فرماتے ہیں: یہ سن کر میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور آہستہ آہستہ اشعار کہنے لگا، یہ سن کر وہ بولیں۔

القرآن: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

(سورۂ مزمل آیت 20)

ترجمہ: اب قرآن میں سے جتنا آسان ہو اتنا پڑھو

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بہت سی نیکیاں دی ہیں، یہ سن کر وہ بولیں۔

القرآن: وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ

(سورۂ آل عمران آیت 7)

ترجمہ: اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تھوڑی دور جا کر پوچھا: تمہارے شوہر ہیں وہ خفا ہو کر بولیں۔

القرآن: لَا تَسْـَٔلُوا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

(سورۂ مائدہ آیت 101)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں، تو تمہیں بری لگیں

آپ فرماتے ہیں یہ سن کر میں چپ ہو گیا۔ چلتے چلتے اس کے قافلہ میں پہنچے۔ میں نے ضعیفہ سے پوچھا کہ قافلہ میں تمہارا کون ہے؟ وہ بولیں۔

القرآن: اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ترجمہ: مال اور بیٹے دنیوی زندگی کا سنگھار ہے۔

آپ فرماتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ ان کا بیٹا اس قافلے میں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ اس کی پہچان کیا ہے؟ وہ بولیں

القرآن: وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا

(سورۂ نساء آیت نمبر 125)

ترجمہ: اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔

القرآن: وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا

"(سورۂ نساء آیت 164)

ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

القرآن: يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡـكِتٰبَ بِقُوَّةٍ

(سورۂ مریم آیت 12)

ترجمہ: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام

آپ فرماتے ہیں ان سے تین نام ظاہر ہوئے۔ میں سمجھا کہ ان میں سے کوئی نام ہوگا میں نے پکارا: اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے یحییٰ۔ وہاں تین نوعمر لڑکے نکلے، وہ اتنے خوب صورت تھے کہ گویا چاند کے ٹکڑے ہوتے ہیں، ان لڑکوں نے پہلے اپنی ماں کو اتارا پھر مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ بولیں۔

القرآن: اٰتِنَا غَدَآءَنَا-لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا

نَصَبًا (سورۂ کہف، آیت نمبر 62)

ترجمہ: ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

آپ فرماتے ہیں اس کے بعد وہ دیر تک چپ رہیں کیونکہ بیٹوں نے کہہ دیا تھا کہ یہاں کھانا موجود نہیں ہے۔ بعد ازاں با آواز بلند کہا۔

القرآن: فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَكُمۡ بِوَرِقِكُمۡ هٰذِهٖۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ فَلۡيَنۡظُرۡ اَيُّهَاۤ اَزۡكٰى طَعَامًا فَلۡيَاۡتِكُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡهُ (سورۂ کہف آیت 19)

ترجمہ: تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا ستھرا ہے کہ تمہارے لیے اس میں کھانے کو لائے۔

آپ فرماتے ہیں: یہ سنتے ہی ایک لڑکا بازار گیا اور جو کچھ ملا، میرے سامنے لا کر رکھ دیا، وہ بولیں۔

القرآن: كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَـنِيۡٓـئًا ۢ بِمَاۤ اَسۡلَفۡتُمۡ فِى الۡاَيَّامِ الۡخَـالِيَةِ (سورۂ حاقہ آیت 24)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا، جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا

آپ فرماتے ہیں: میں نے لڑکوں سے کہا میں اپنے اوپر اس کھانے کو حرام کرتا ہوں، جب تک یہ نہ بتاؤ کہ یہ عورت کون ہے؟ اور قرآن کی آیات کے ساتھ اس طرح واقف کیوں ہے؟

لڑکوں نے کہا یہ ہماری والدہ حضرت رابعہ بصریہ ہیں۔ چالیس برس ہو چکے قرآنی آیتوں کے سوا ان کی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا اور انہوں نے اس خوف سے باتیں کرنا چھوڑ دی تھیں کہ مبادا کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکلے جس کے سبب قیامت کے روز باز پرس ہوگی۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کا فہم عطا فرمائے، نور قرآن سے ہمارے سینوں کو منور فرمائے اور ہم سب کو بروز قیامت قرآن مجید کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

نماز کی اہمیت وفضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 277 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جو سارے عالمین کو پالنے والا ہے۔ حقیقت میں رب تعالیٰ ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اگر ساری دنیا اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجائے تو بھی اس کی شان میں کوئی ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوسکتا اور اگر پوری دنیا باغی ہوجائے تو بھی اس کی شان میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوسکتی۔

اس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ تعداد فرشتوں کی ہے جو ہمہ وقت اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔ جب سے رب تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے،کوئی قیام میں،کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ میں ہے۔رب تعالیٰ ہماری عبادت کا ہرگز محتاج نہیں مگر اس نے ہمیں اپنا قرب عطا کرنے کے لیے رات اور دن میں ہم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں تاکہ بندہ اپنے رب کو راضی کرلے۔

نماز وہ عظیم الشان عبادت ہے جو ہر حال میں فرض ہے۔ یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ذمہ ہے جسے بندوں کو پورا کرنا ہے اور جو بندے اس ذمے کو توڑتے ہیں یعنی نماز کو چھوڑ دیتے ہیں، انہیں اوندھے موںہہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔قرآن وحدیث میں اس فرض کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے،جنہیں پڑھ کر ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کی کس قدر تعلیم دی گئی ہے اور اس پر کاربند

رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

محترم حضرات! میں نے قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ کی آیت 277 خطبہ میں تلاوت کی ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ- وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو، نہ کچھ غم۔

محترم حضرات! آپ نے نماز کی فضیلت سنی، نمازیوں کے لیے انعام کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ نماز پڑھنے والے کتنے خوش نصیب ہیں۔

اب آپ کی خدمت میں نماز کے فضائل احادیث کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ تمام گناہ معاف:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 528 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر ہو، جس میں وہ ہر روز دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، توتم کیا کہتے ہو، کیا اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا، اس کے بدن پر میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔

☆ بھلائی کی زندگی اور بہتری کے ساتھ وفات:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ (معراج کی رات) رب تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ) کیا آپ جانتے ہیں کہ ملاء اعلیٰ کے ملائکہ کس بارے میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں! وہ درجات، کفارات، جماعت کی طرف قدموں کے منتقل ہونے، سردیوں میں کامل وضو کرنے اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں جھگڑتے ہیں (کہ ان اعمال کو کون اٹھا کر لے جائے) جس نے ان (نمازوں) پر پابندی کی، وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بہتری کے ساتھ فوت ہوگا اور وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جائے گا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

☆ جنت میں داخلہ:

حدیث شریف = مستدرک جلد اول صفحہ نمبر 473 پر نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھے خطبہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے۔ اے لوگو! اپنے رب کی اطاعت کرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو، اپنے امراء کی اطاعت کرواور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

☆ نماز شیطان کا مونہہ کالا کرتی ہے:

حدیث شریف = امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 383 پر امام دیلمی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ نماز شیطان کا مونہہ کالا کرتی ہے۔ صدقہ اس کی کمر توڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے محبت اور علم دوستی اسے شکست فاش دیتی ہے۔ جب تم یہ اعمال کرتے ہو تو شیطان تم سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ جیسے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ غروب ہونے کی جگہ سے دور ہو۔

☆ پوری رات قیام:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی گویا کہ آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی، گویا کہ ساری رات قیام کیا۔

☆ رب تعالیٰ کی حفاظت میں:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔

☆ فجر و عشاء کا ثواب:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ثواب ہے، پھر بغیر قرعہ ڈالے اسے نہ پاسکیں گے تو قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جانتے کہ دوپہر کی نماز میں کیا ثواب ہے تو اس کی طرف دوڑ کر آتے اور اگر جانتے کہ عشاء و فجر کی نماز میں کیا ثواب ہے تو ان میں گھسٹتے ہوئے بھی پہنچتے۔

☆ بغیر واسطے رب سے گفتگو:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 108 پر حضرت بکر بن

عبداللہ علیہ لرحمہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے انسان! اگر تو نے اپنے مالک کے حضور بغیر اجازت کے حاضر ہونا اور بغیر کسی واسطے کے گفتگو کر یعنی نماز ادا کر۔

محترم حضرات! آپ نے نماز پڑھنے کے فضائل سنے، کیا ہی انعامات اور برکتیں ہیں نماز پڑھنے کی، بس کوئی پنجگانہ نماز با جماعت کو لازم پکڑ لے! اس کے لیے دونوں جہاں میں خیر ہی خیر ہے اور جو نماز نہیں پڑھتے، ان کے لیے قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، وہ بھی سماعت فرمایئے۔

☆ بے نمازی کی سزا:

سورۂ مریم کی آیت نمبر 59 میں ارشاد ہوتا ہے:

القرآن: فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا

ترجمہ: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے

☆ غَی کا معنیٰ:

غی کا لغوی معنی ہے گمراہی اور ناکامی (مختار الصحاح، ص 287)

جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام غی ہے۔نماز گنوانے والے اس وادی میں جا گریں گے۔غی جہنم کے نیچے ایک کنواں ہے جس میں دوزخیوں کے پیپ بہہ کر آتی ہے۔

☆ دوسرے مقام پر سورۂ مدثر کی آیت 39 تا 43 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡيَمِيۡنِ ۝ فِىۡ جَنّٰتٍ ۛؕ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۝ عَنِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ۝ مَا سَلَـكَكُمۡ فِىۡ سَقَرَ ۝ قَالُوۡا لَمۡ نَكُ مِنَ الۡمُصَلِّيۡنَ

ترجمہ: مگر دہنی والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

☆ بے نمازی سے اللہ تعالیٰ ناراض:

حدیث شریف = مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 372 پر امام غزالی علیہ الرحمہ مسند بزار کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب میری پتلیوں کی صحت کے باوجود میری بینائی ضائع ہوگئی۔تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کچھ نمازیں چھوڑ دیں۔ ہم آپ کا علاج کرتے ہیں۔ میں نے کہا ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں نے رسول

اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز چھوڑی، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ رب تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

☆ جہنم کے دروازے پر نام:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 373 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ابو نعیم کی روایت ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیتا ہے جس میں سے اسے داخل ہونا ہوتا ہے۔

☆ بے نمازی کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا:

حدیث شریف = مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 376 پر حدیث پاک نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ایک دن کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا: جس نے ان نمازوں (پنج گانہ نمازوں) کو پابندی سے ادا کیا، وہ نماز اس شخص کے لیے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا، وہ نماز اس شخص کے لیے قیامت کے دن نور، حجت اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں

کہ بعض علماء کا کہنا ہے۔ ان کافروں کے ساتھ نماز چھوڑنے والے کو اس لیے اٹھایا جائے گا کہ اگر کسی نے اپنے مال واسباب میں مشغولیت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی، تو وہ قارون کی طرح ہو گیا اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اگر ملک کی مشغولیت میں نماز نہ پڑھی تو فرعون کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اگر وزارت کی مشغولیت نماز سے روکتی ہے تو وہ فرعون کے وزیر ہامان کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھے گا، اگر تجارت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی تو وہ ابی بن خلف تاجر مکہ کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

☆ سر پتھر سے پھوڑے جانے کا عذاب:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 380 پر مسند بزار کے حوالہ سے روایت نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ معراج کی رات ایسی قوم پر تشریف لائے جن کے سر پتھر سے پھوڑے جا رہے تھے جب وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے تو پھر اپنی اصلی حالت میں آ جاتے اور یہی عذاب انہیں برابر دیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: جبریل! یہ کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز کے وقت بھاری ہو جایا کرتے تھے، یعنی یہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔

☆ بے نمازی بد بخت اور محروم ہے:

مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 386 پر حدیث نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ تم یوں دعا مانگا کرو، اے اللہ تعالیٰ! ہم میں کسی کو بد بخت اور محروم نہ بنا۔ پھر فرمایا جانتے ہو، بد بخت اور محروم کون ہوتا ہے؟ عرض کیا گیا: کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (بد بخت اور محروم وہ ہوتا ہے) جو انسان نماز چھوڑ دیتا ہے۔

محترم حضرات! یہ نماز نہ پڑھنے کے عذابات آپ نے سنے، ذرا سوچیں ہمارا کیا ہوگا اگر نماز چھوڑنے اور جان بوجھ کر قضا کرنے کے سبب ہمیں جہنم میں داخل کر دیا گیا تو ہمارا کیا ہوگا۔ ہم تو ایسے نازک ہیں کہ گرم پتیلی پر انگلی لگ جائے تو ہماری چیخ نکل جاتی ہے۔ ہم جہنم کا عذاب کیسے سہہ سکیں گے۔ اپنے نازک جسم پر رحم کیجیے، نمازوں کی سختی سے پابندی کیجیے اور با جماعت نماز کا اہتمام کیجیے۔ یاد رہے با جماعت نماز پڑھنا واجب ہے، جان بوجھ کر جماعت چھوڑنے پر بھی عذاب ہے، قیامت کے دن پوچھا جائے گا، احادیث میں با جماعت نماز کی سختی سے تاکید اور پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ آیئے احادیث سنتے ہیں۔

☆ ستائیس درجے افضل:

حدیث شریف = مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 558 پر حدیث شریف نقل

ہے۔رسول پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے نماز باجماعت کو ستائیس درجے فضیلت حاصل ہے۔

☆ سینے کو عبادت سے معمور کرلیا:

حدیث شریف= نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز باجماعت ادا کی، بس گویا اس نے اپنے سینے کو عبادت سے بھرلیا۔

☆ باجماعت نماز کے لیے جلدی آنے پر انعام:

مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 560 پر نقل ہے۔جب قیامت کا دن ہوگا تو قبروں سے ایک ایسی جماعت اٹھے گی جن کے چہرے چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے۔فرشتے ان سے کہیں گے کہ تمہارے اعمال کیا تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ جب ہم اذان سنتے تھے تو وضو کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے۔وہ فرشتوں کے سوال کے بعد کہیں گے کہ ہم وقت سے پہلے وضو کیا کرتے تھے۔ پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے سورج کی طرح درخشندہ ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ ہم اذان مسجد میں سنا کرتے تھے (یعنی اذان سے پہلے مسجد

میں پہنچ جاتے تھے)

☆جماعت چھوڑنے والوں پر نبی پاک ﷺ کا جلال:

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بعض لوگوں کو چند نمازوں میں جماعت میں نہ دیکھ کر فرمایا! میرا یہ ارادہ ہوا کہ میں کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں ان لوگوں کے یہاں جاؤں جو جماعت سے رہ گئے ہیں اوران کوان کے گھروں کو جلا دوں۔

☆اذان کی آواز سنتے ہوتو مسجد آؤ:

حدیث شریف = ابو داؤد شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مدینہ منورہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ فرمایا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح سنتے ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تو (مسجد میں) حاضر ہو۔

محترم حضرات! آج ہم معاشرے کی طرف نظر دوڑائیں تو اچھے خاصے مذہبی حلیہ والے لوگ بھی اپنے کاروبار اور سستی کی وجہ سے جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ عادت بنا رکھی ہے کہ فجر گھر میں پڑھنی ہے۔ ظہر آرام سے

تین بجے کے بعد بغیر جماعت پڑھنی ہے اور عشاء رات دیر سے گھر میں پڑھنی ہے۔ یاد رہے جماعت واجب ہے اور بلا شرعی عذر جماعت کو چھوڑنا گناہ ہے۔ قیامت کے دن اس سے متعلق پوچھا جائے گا لہذا سچی توبہ کریں اور باجماعت نماز پڑھیں اور وہ بھی تکبیر اولیٰ یعنی پہلی تکبیر کے ساتھ امام کے پیچھے پڑھیں تاکہ واجب پر عمل ہو جائے، ہمارے اسلاف کتنے جماعت کے پابند تھے، سنیے اور ایمان تازہ کیجیے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی لوٹ آئی:

شواہد النبوت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی جب چلی گئی۔ کوئی مسجد میں باجماعت نماز کے لیے پہچانے والا نہ ملا، جس کی وجہ سے جماعت فوت ہوگئی۔ آپ نے زاروقطار روتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ اے میرے مولا! کہیں جماعت کا فوت ہونا میرے لیے قیامت کے دن رسوائی کا سبب نہ بن جائے۔ بس اس التجا کے بعد جب بھی نماز کا وقت ہوتا، آپ کی بینائی لوٹ آتی اور آپ باآسانی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرتے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا جذبہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا لیکن وہ پانچوں وقت مسجد میں آ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ خواہ کتنی ہی گرمی اور دھوپ ہو، ان کو کچھ پرواہ نہ تھی۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب چند مکان خالی ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہاں مکان لینے کا ارادہ کیا لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا: نماز کے لیے آنے میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے، اس لیے دور سے آنے میں زیادہ ثواب ہے تو انھوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور تادم آخر ایک میل دور سے آ کر مسجد میں پنج گانہ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب بینائی جاتی رہی تو بھی کسی کا سہارا لے کر نماز کے لیے برابر مسجد میں پہنچتے تھے۔

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تقویٰ:

کیمیائے سعادت میں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اگر جماعت نکل جاتی تو غمگین ہوتے۔ ایک بار جماعت فوت ہوئی تو کفارہ میں اس قدر صدقہ کیا کہ اس کی مجموعی مالیت دو لاکھ درہم بنتی تھی۔

☆ سات دن غم مناتے:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 559 پر فرماتے ہیں کہ

اسلاف کی تکبیر اولیٰ فوت ہوتی تو تین دن افسوس کرتے اور جماعت فوت ہوتی تو سات دن اس کا غم مناتے۔

محترم حضرات! کیا شان ہے ہمارے اسلاف کی اور نماز باجماعت سے انہیں کتنی محبت تھی۔ اے کاش! ہمیں بھی ان کے شوق میں سے کچھ حصہ مل جائے اور ہم بھی نماز باجماعت کے پابند ہوجائیں۔ اب آیئے آخر میں سنتے ہیں کہ نماز کیا ہے؟ آخر اس میں کیا راز ہے کہ اس نماز کو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو مہمان بنا کر، آسمانوں کو سجا کر لامکاں بلا کر اور اپنا دیدار کروا کر یہ تحفہ دیا۔

نماز کیا ہے؟

نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز سرکار اعظم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز قرب الٰہی جل جلالہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز جنت کا راستہ ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی سے روکتی ہے۔ نماز برے کاموں سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق ہے۔ نماز ولایت کا ذریعہ ہے۔ نماز ایمان میں پختگی کا ذریعہ ہے۔

نماز خوف خدا جل جلالہ پیدا کرتی ہے۔ نمازی کو سرکار اعظم ﷺ کی

شفاعت نصیب ہوگی۔نمازی ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوگا۔نماز دلوں کا زنگ دور کرتی ہے۔نماز بندے کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھتی ہے۔نماز محتاجی سے بچاتی ہے۔نماز روحانیت کو پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔نماز سے سکون وقرار نصیب ہوتا ہے۔نماز قبر کی روشنی ہے۔نماز پل صراط کا چراغ ہے۔نمازی کو روزِ محشر سرخروئی نصیب ہوگی اور سب سے بڑا انعام نمازی کو یہ ملے گا کہ اسے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

جو شخص نماز کو چھوڑ دیتا ہے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے، بے نمازی کا حشر ہامان، فرعون اور ابی بن خلف جیسے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ بے نمازی کو جہنم کے عبرتناک گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ بے نمازی کو قبر اس طرح دبائے گی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں گی۔

بے نمازی پر قبر میں گنجا سانپ مسلط کردیا جائے گا۔ بے نمازی کی قبر میں سانپ اور بچھو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔(اس کو پڑھ کر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو نماز چھوڑنے والے شخص کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے؟) اس بات کی علماء نے یوں توجیح بیان کی کہ نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے یعنی کافر نہیں ہوتا لہذا اس صورت میں

اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی) نماز کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔جس نے نماز کو چھوڑا اس نے دین کے ستون کو ڈھانے میں مدد کی۔

بے نمازی دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہوگا۔ بے نمازی کو کسی عمل کا ثواب نہیں دیا جاتا۔ بے نمازی کی کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل وخوار ہوکر مرے گا۔ بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ بے نمازی جب مرے گا تو اسے ایسی پیاس لگے گی کہ اگر اس کو پوری دنیا کا پانی پلا دیا جائے تو بھی اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔ مطلب یہ کہ بے نمازی پیاسا ہوکر مرے گا۔ بے نمازی پر نحوست طاری ہوتی ہے۔ بے نمازی کی روزی سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ بے نمازی کی عمر سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔ بے نمازی کے چہرے سے نور ختم کردیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی زندگی سے سکون وقرار ختم کردیا جاتا ہے۔ بے نمازی کی نیند سے راحت ختم کردی جاتی ہے۔ بے نمازی تنگ دستی اور پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ بے نمازی کی نزع میں سختی پیدا کردی جاتی ہے۔ بے نمازی کی قبر تنگ کردی جاتی ہے۔ بے نمازی روزِ محشر ذلیل وخوار ہوگا۔

نماز کسی صورت میں بھی معاف نہیں ہے۔ بندہ آنکھوں سے اندھا ہے۔ کانوں سے بہرہ ہے۔ منہ سے گونگا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے معذور ہے پھر بھی اس کو

نماز معاف نہیں ہے۔نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھیں۔اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر اشاروں کے ساتھ پڑھیں اسے کسی صورت چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان عبادت نماز میں بے حد برکتیں ہیں۔ بندہ جب اپنے پروردگار جل جلالہ کی بارگاہ میں سر جھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو در در کی ٹھوکروں سے نجات عطا فرمادیتا ہے۔شاعر یوں بیان کرتا ہے۔

ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
لاکھ سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات

مطلب یہ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو تو خشوع وخضوع کے ساتھ سجدہ ریز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جھکنا تجھے در در جھکنے سے بچالیتا ہے۔ پھر اسے اپنے پروردگار جل جلالہ کے سوا کسی کی محتاجی نہیں ہوتی۔ یہ وہ شرف ہے جو صرف نمازی کو حاصل ہوتا ہے۔

نماز مومن کی معراج ہے۔مومن بندے کو نماز کے اندر وہ سکون اور حلاوت نصیب ہوتی ہے کہ وہ لذت اور حلاوت کسی اور چیز میں نہیں پاتا۔

روایتیں موجود ہیں تاریخ گواہ ہے کہ خاصان خدا نے نماز کو کسی حال میں فوت نہیں ہونے دیا۔

1 ......صحابی رسول ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز کے لیے صفیں درست فرمارہے تھے کہ آپ پر مجوسی نے خنجر سے حملہ کردیا۔حملہ اتنا شدید تھا کہ آپ کے پیٹ کے اوپر سوراخ ہوگیا جس کے باعث آپ بے ہوش ہوجاتے ،لیکن جب بھی ہوش آتا، نماز کا پوچھتے۔ایسی حالت میں بھی آپ نے نماز نہ چھوڑی۔

2......حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالت نماز میں عبدالرحمن ابن ملجم نے وار کرکے زخمی کیا۔زخم بہت شدید تھا مگر اس حالت میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ترک نہ کی۔

3......نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو کون نہیں جانتا۔کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر تلواروں کے سائے میں دشمنوں کے نرغے میں ہونے کے باوجود تیروں سے چھلنی جسم اور زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود آپ نے نماز ظہر ادا کی اور حالت نماز میں ہی آپ کا سر تن سے جدا کردیا گیا۔

سجدے میں سر کٹا کے شہ تشنہ کام نے
پیغام یہ دیا ہے جناب امام نے
رشتہ خدا سے اہل وفا توڑتے نہیں
مرجاتے ہیں مگر نماز چھوڑتے نہیں

لمحہ فکریہ !!

مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اسلاف بوقت شہادت بھی نماز نہیں چھوڑتے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ذرا سی سردی ہو ذرا سی گرمی ہو سر یا کمر میں درد ہو یا ضروری کام ہو تو نماز کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کسی نے بہت اچھی بات شعر میں کہی کہ

نماز سے مت کہو مجھے کام ہے
کام سے کہو مجھے نماز پڑھنی ہے

ہمارا حساب بالکل الٹا ہے۔ ہم نماز سے کہتے ہیں کہ مجھے کام سے جانا ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا۔ مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ بہانا یہ کرتے ہیں کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں۔

الغرض کہ نماز ہمیں پابندی کے ساتھ ادا کرنی چاہئے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔ نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کریں تا کہ اس کی حلاوت سے ہمارے سینے پُرنور رہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پنجگانہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ نوافل کی بھی کثرت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم جب اس پروردگار جل جلالہ کی عبادت میں ہوں۔اس وقت ہمیں موت آئے۔اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت واطاعت میں زندگی اور موت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بیعت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے فوائد

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 71 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ دور مادیت کا دور ہے۔ ایک طرف بدعقیدگی کا سیلاب جوکہ

مسلمانوں کے عقیدہ وایمان کو تباہ کرر ہا ہے اور دوسری جانب گناہوں کا سیلاب ہے جو کہ مسلمانوں کی روحانیت کو تباہ کرر ہا ہے۔ اگر ہم موجودہ ماحول اور معاشرے کا جائزہ لیں تو ہمیں تزکیۂ نفس ومرتبۂ احسان کا حصول بہت مشکل نظر آ تا ہے۔ ہرطرف بے راہ روی اور گناہوں کی بھر مار نظر آتی ہے۔آخر ایسا کون سا کام ہے جو ہمارے ایمان کی سلامتی کا ذریعہ بنے اور ہمارے باطن کو طیب و طاہر کردے، جس کی صحبت اور نگاہ کرم گناہوں سے زنگ آلود دل کو آئینہ کی صاف وشفاف کردے۔وہ کام صرف اور صرف کسی نیک ہستی کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہے۔ اب آیئے بیعت کے لغوی اور اصطلاحی معنی سنتے ہیں تاکہ بنیاد ہمارے ذہنوں میں راسخ ہوجائے۔

☆بیعت کے لغوی واصطلاحی معنی:

بیعت کی اصطلاح ''بیع'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی چیز کو بیچ دینے کے ہیں۔

علامہ ابن منظور افریقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بیعت ومبایعت دوطرفہ عہدو پیمان سے عبارت ہے، جس کے ہاتھ بیعت کی، اسے اپنا سب کچھ فروخت کردیا ہے۔اس کو اپنا دل اور نفس دے دیا ہے اور اپنی اطاعت اور مخصوص امور

اس کے سپرد کر دیئے ہیں۔

صاحب شریف التواریخ صفحہ نمبر 119 پر لکھتے ہیں کہ صوفیہ کی اصطلاح میں بیعت اس کو کہتے ہیں کہ مرید اپنا عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ارشاد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرے اور یہ انعقاد مرشد کے واسطہ سے مرشد کے مرشد کے ساتھ ہوتا ہے اور بواسطہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس بیعت کا انعقاد نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ بیعت نبی کریم ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔

☆ قرآن مجید سے بیعت کا ثبوت:

یاد رہے ایمان و عمل پر بیعت لینا قرآن و سنت اور آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول پاک ﷺ کے صحابہ سے بیعت لینے کے عمل کو نہ صرف بیان فرمایا بلکہ اجر عظیم کی خوشخبری عطا فرمائی، یہی نہیں بلکہ اپنے حبیب ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا۔ چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح کی آیت نمبر 10 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ-یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ-فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ-وَ

مَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

تفسیر صراط الجنان جلد 9 کے صفحہ نمبر 360 پر نقل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے، خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ، یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ۔

☆ پیری مریدی کا ثبوت:

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 71 جو میں نے خطبہ میں بھی تلاوت کی، ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: يَوۡمَ نَدۡعُوۡا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمۡ

ترجمہ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

تفسیر نور العرفان میں اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا

چاہیے، شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید، بیعت اور پیری مریدی سب کا ثبوت ہے۔

☆ کیا بیعت ہونا ضروری ہے:

اکثر لوگ یہ کہہ کر بیعت کو غیر ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا بیعت ہونا ضروری ہے۔ بس نمازیں پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو اور دیگر فرائض و واجبات کی پابندی کرو، کامل پیر کی کیا ضرورت ہے؟

آیئے اس کا جواب ہم حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ سے لیتے ہیں چنانچہ آپ علیہ الرحمہ مثنوی شریف میں اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔

پیر را بگزیں کہ بے پیرایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ: پیر کا دامن تھام لے کہ یہ سفر بغیر پیر کے آفتوں اور خوف وخطر سے پر ہے۔

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ
ہیں مرد تنہا زرہبر سر مپیچ

ترجمہ: یہ (طریقت کا) راستہ وہ ہے جو تو نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، خبردار اس راستہ پر تنہا نہ جانا اور رہبر و مرشد سے ہرگز مونہہ نہ موڑ۔

ہر کہ او بیمر شدے در راہ شد
وزغولان گمرہ و درچاہ شد

ترجمہ: جو شخص بھی بغیر مرشد کے اس (طریقت کے) راستہ پر چلتا ہے وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔

گر نباشد سایہ ء پیر اے فضول
بس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول

ترجمہ: اے ناسمجھ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو تو شیطانی وسوسے تجھے بہت پریشان کریں گے۔

محترم حضرات! حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ سمجھا گئے کہ پیر کا دامن تھامنے سے آفتوں سے چھٹکارا اور شیطانی وسوسوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

☆ سالوں کی مسافت اور مہینوں میں طے:

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو بغیر مرشد کے طریقت کی منزلیں طے کرتا ہے تو سالوں گزر جاتے ہیں۔ ایک چیونٹی

جو دوسرے شہر جانا چاہتی ہے تو سالوں میں وہ منزل تک پہنچے گی، اگر یہ چیونٹی کسی پرندے کے پر کو تھام لے تو وہ سالوں کے بجائے مہینوں یا ہفتوں میں پہنچ جائے گی۔ یہی بغیر مرشد کے طریقت کی منزلیں طے کرنے والے کا حال ہے کہ اس کو برسہا برس لگ جائیں گے اور اگر وہ کامل مرشد کا دامن تھام لے تو وہ کامل مرشد مہینوں میں طریقت کی منزلیں اپنے مرید کو طے کروا دیتا ہے۔

محترم حضرات! جب مرشد اور راہنما کی اتنی اہمیت ہے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرشد کس کو بنایا جائے؟ مرشد کامل میں کون کون سی شرائط ہونی چاہیے؟

☆مرشد کامل کے لیے چار شرائط:

کسی سے مرید ہونے سے پہلے، ان چار شرائط جو فتاویٰ افریقہ میں ہیں، اسے آگے بیان کروں گا، ان شرائط کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ مگر بعض لوگ مرشد کامل کا یہ معیار سمجھتے ہیں کہ پیر تعویذ گنڈے یا عملیات میں ماہر ہو، اور دنیاوی مشکلات حل کر دیا کرے۔ ہرگز ایسا نہیں! حقیقت میں پیر امور آخرت کے لیے بنایا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ضمناً ان سے دنیوی برکتیں، مثلا بیمار کو شفاء یا مشکلوں کا حل ہونا بھی ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ مگر صرف دنیوی مسائل کے حل کے لیے مرشد کامل سے مرید نہیں ہوا جاتا۔

اس لیے کوئی کہے کہ تمہارا پیر کامل ہوتا تو تمہاری پریشانی، بیماری، جنات کے اثرات اور جادو ٹونے کے معاملات حل ہو جاتے۔ تو یہ بے وقوفی و نادانی ہے کہ پیر اس لیے نہیں بنایا جاتا، پیر تو آخرت کے معاملات کے لیے ہوتا ہے۔

☆ چار شرائط:

بندہ کسی سنی صحیح العقیدہ، عالم شریعت وطریقت جامع شرائط پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے، اس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ شیخ اتصال

2۔ شیخ ایصال

1۔ شیخ اتصال:

شیخ کا سلسلہ حضور ﷺ تک صحیح متصل ہو کیونکہ منقطع ذریعہ سے اتصال ممکن نہیں۔ بعض لوگ بغیر بیعت، محض وراثت کے زعم میں اپنے باپ دادا کے سجادہ نشین بن جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اجازت مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہے کہ قطع کر دیا گیا اور اس میں فیض نہ رکھا گیا۔ لوگ براہ ہوس اس میں اجازت وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو جامع شرائط نہ ہونے کی وجہ

سے قابل بیعت نہ تھا۔ اس لیے جو شاخ چلی، وہ بیچ سے منقطع ہے۔

ان صورتوں میں اس بیعت سے اتصال ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی بات نادانی وحماقت ہے۔

2۔ شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو:

بدمذہب وگمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا، نہ کہ رسول اللہ تک۔ آج کل بہت سے بددینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے جو کہ سرے سے اولیاء کرام کے منکر و دشمن ہیں، گمراہ کرنے کے لیے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ایسے عناصر سے ہوشیار رہا جائے۔

3۔ مرشد عالم ہو:

کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔ کتب بینی (یعنی مطالعہ کرکے) اور افواہ رجال (یعنی لوگوں سے سن سن کر) بھی عالم بن سکتا ہے۔

علم فقہ (یعنی احکام شریعت) اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی، اور عقائد اہلسنت سے لازمی پورا واقف ہو۔ کفر و اسلام، گمراہی و ہدایت کے فرق کو خوب عارف (یعنی جاننے والا) ہو۔

4۔ فاسق معلن نہ ہو:

مرشد فاسق معلن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔ اس شرائط پر اتصال کا توقف نہیں (یعنی حضور ﷺ سے تعلق کا دارومدار اس شرط پر نہیں کہ فجور وفسق باعث فسخ (منسوخ ہونے کا سبب) نہیں۔ مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب اور دونوں کا اجتماع باطل۔ (اسے امامت کے لیے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شریعت میں اس کی توہین واجب ہے)

☆ دوسری قسم شیخ ایصال:

شیخ ایصال یعنی شرائط مذکورہ (یعنی جن شرائط کا ذکر کیا گیا) کے ساتھ مفاسد نفس، مکائد شیطان اور مصائد ہوا یعنی نفس کے فتنوں، شیطانی خیالوں اور نفس کے جالوں سے آگاہ ہو۔ دوسرے کی تربیت کرنا جانتا ہو، اپنے متوسل پر شفقت رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے اور جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں، انہیں حل فرمائے۔

(فتاویٰ افریقہ، ص138)

محترم حضرات! آپ نے کامل پیر کی شرائط سنیں۔ بس یاد رکھ لیجئے، جس شیخ میں یہ شرائط پائی جائیں، صرف اور صرف اسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے ورنہ

مارکیٹ میں درجنوں ایسے پیر دستیاب ہیں، جو صرف اپنے آستانوں کو بھرنے، اپنی جیب بھرنے سے کام رکھتے ہیں، شریعت کی پابندی سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے پیروں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

☆مرید بننے کے فوائد:

حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ اپنے والد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے قصیدہ ''الاستمداد علیٰ اجیاد الارتداد'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے میزان الشریعۃ الکبریٰ کی جلد اول کے صفحہ نمبر 53 پر فرمایا کہ بے شک سب ائمہ و اولیاء، علماء (مشائخ کرام رحمہم اللہ) اپنے پیروں کاروں اور مریدوں کی شفاعت کرتے ہیں، جب ان کے مرید کی روح نکلتی ہے، جب منکیر نکیران سے قبر میں سوال کرتے ہیں، جب حشر میں اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے یا جب اس کے اعمال تولے جاتے ہیں اور جب وہ پل صراط پر چلتا ہے ان تمام مراحل میں، وہ اس کی نگہبانی کرتے ہیں اور کسی جگہ بھی غافل نہیں ہوتے۔

☆موت کے وقت ایمان کی سلامتی:

محترم حضرات! دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزاء ہے۔ انسان اس دنیا

میں ایمان اور نیکیوں کی دولت جمع کرتا ہے اور جب اس کے راہ آخرت کے سفر پر روانہ ہونے کا وقت قریب آتا ہے، تو شیطان کے ڈاکے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر انسان یہ قیمتی دولت اولیاء کاملین کی حفاظت میں سونپ دے تو ان شاء اللہ ایمان محفوظ رہتا ہے۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم میں ہے کہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کی نزع کا جب وقت آیا تو شیطان آیا کیونکہ اس وقت بھرپور کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے۔ اس نے پوچھا اے رازی! تم نے ساری عمر مناظروں میں گزاری، بتاؤ تمہارے پاس خدا کے وجود پر کیا دلیل ہے؟

آپ نے ایک دلیل دی، وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے، اس نے وہ دلیل علم کے زور سے توڑ دی۔ آپ نے دوسری دلیل دی، اس نے وہ بھی توڑ دی، یہاں تک کہ آپ نے 360 دلیلیں قائم کیں اور اس نے وہ سب توڑ دیں۔ اب آپ سخت پریشان و مایوس ہوئے۔ شیطان نے کہا: اب بول خدا کو کیسے مانتا ہے؟ آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ وہاں سے میلوں دور کسی مقام پر وضو فرما رہے تھے اور چشم باطن سے مناظرہ بھی دیکھ رہے تھے۔ آپ نے وہاں سے آواز دی: رازی! کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں خدا تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ امام رازی علیہ الرحمہ نے یہ کہا اور حالت ایمان میں جان

جان آفرین کے سپرد کر دی۔

☆ کامل مرشد کی دعاؤں کا فیضان:

کامل مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مرید تو دن میں کام کاج میں لگا ہوتا ہے اور رات کو سو جاتا ہے مگر کامل مرشد اپنی عبادتوں اور ریاضتوں کے بعد مرید کی جان و مال اور ایمان کی سلامتی کے لیے دعا کرتے ہیں۔اس طرح بیٹھے بیٹھے مرشد کی دعاؤں کا فیضان مرید کو ملتا رہتا ہے۔

☆ تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ کسی نہ کسی کے مرید تھے:

محترم حضرات! ہم اگر تاریخ اسلام پر نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی پاک ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی، تابعین نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے تابعین کے ہاتھ پر بیعت کی۔

1......حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

2......حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے حصرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

3......حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ نے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

4......حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ نے حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

5......حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

6......حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

7۔حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

8......حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید مخزومی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

9......حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

10......خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ عثمان ہرونی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

11...... حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

12...... حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

13...... حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یہ ایک لمبی فہرست ہے، میں نے صرف مشہور و معروف بزرگوں کے نام آپ کے سامنے بیان کیے تاکہ آپ باآسانی سمجھ جائیں کہ پیری مریدی کوئی آج کل کی بات نہیں بلکہ صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے اور اس کا مقصد صرف اور صرف فیض پہنچانا ہے، ہاں جو لوگ اسے غلط مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں، میری مراد جعلی پیر ہیں، ان کی تو ہم اہلسنت و جماعت بھی مخالفت کرتے ہیں لہذا صرف سنی صحیح العقیدہ، عالم اور جس کا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہو، اسی کامل شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے۔

اب آیئے کامل شیخ کے اوصاف کے متعلق سنتے ہیں جسے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ ''ایھا الولد'' میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نائب جس کو مرشد بنایا جائے، اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ عالم ہو، لیکن ہر عالم بھی مرشد کامل

نہیں ہوسکتا۔ اس کام کے لائق وہی شخص ہوسکتا ہے جس میں چند مخصوص صفات ہوں۔ یہاں ہم اجمالی طور پر چند اوصاف بیان کرتے ہیں تاکہ ہر سر پھرا یا گمراہ شخص مرشد و رہبر بننے کا دعویٰ نہ کر سکے۔

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مرشد کامل وہی ہوسکتا ہے:

1...... جو دنیا کی محبت اور دنیوی عزت و مرتبے کی چاہت سے مونہہ موڑ چکا ہو۔

2...... ایسے کامل مرشد سے بیعت کر چکا ہو، جس کا سلسلہ حضرت محمد ﷺ تک پہنچتا ہو۔

3...... اس شخص نے ریاضت کی ہو۔

4...... رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کا مظہر (یعنی احکامات الٰہیہ کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ سنن نبویہ کی پیروی کرنے اور کروانے کی بھی روشن نظیر) ہو۔

5...... وہ شخص تھوڑا کھانا کھاتا ہو۔

6...... تھوڑی نیند کرتا ہو۔

7...... زیادہ نمازیں پڑھتا ہو۔

8...... زیادہ روزے رکھتا ہو۔

9.....خوب صدقہ وخیرات کرتا ہو۔

10......اس کی طبیعت میں تمام اچھے اخلاق ہونے چاہئیں۔

11......صبر، 12......شکر، 13......توکل، 14......یقین، 15......
سخاوت، 16......قناعت، 17......امانت، 18......حلم، 19......انکساری،
20......فرمانبرداری، 21......سچائی، 22......حیاء، 23......وقار، 24......
سکون، 25......اس شخص نے نبی پاک ﷺ کے انوار سے ایسا نور اور روشنی
حاصل کی ہو جس سے تمام بری خصلتیں مثلاً کنجوسی، حسد، کینہ، جلن، لالچ، دنیا سے
بڑی امیدیں باندھنا، غصہ اور سرکشی وغیرہ اس نور کی روشنی میں ختم ہوگئی ہوں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسے پیر بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔ اگر
یہ دولت کسی کو حاصل ہوئی اور یہ توفیق نصیب ہوئی کہ ایسا کامل مرشد مل گیا اور وہ
مرشد اسے اپنے مریدوں میں شامل بھی کرلے تو اس مرید کے لیے لازم ہے کہ وہ
اپنے مرشد کا ظاہری وباطنی ادب کرے۔

☆ادب کی اہمیت:

محترم حضرات! اگر کوئی خوش نصیب کامل پیر کے دامن سے وابستہ ہوکر مرید
ہونے کی سعادت پالے تو اسے چاہیے کہ ایسے مرشد سے خوب فیض پانے کے

لیے پیکر ادب بن جائے، اس لیے کہ طریقت کے تمام معاملات کا انحصار ادب پر ہے۔

رسالۂ قشیریہ کے صفحہ نمبر 316 پر نقل ہے۔ حضرت ابوعلی دقاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بندہ اطاعت سے جنت تک اور ادب سے خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

اسی رسالۂ قشیریہ کے صفحہ نمبر 319 پر نقل ہے۔ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مرید ادب کا خیال نہیں رکھتا، تو وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے، جہاں سے چلا تھا۔

اب آپ کی خدمت میں مرشد کامل کے آداب عرض کرتا ہوں جو کہ مرید کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ مرشد کامل کے آداب:

1......مرشد کی بارگاہ میں مریدان کی اجازت کے بغیر بات نہ کرے۔

2......ان کی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے۔

3......ان کے سامنے مرید کو ہنسنا منع ہے۔

4......مرشد کی غیر موجودگی میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔

5......مرشد کے کپڑوں کی، بچھونے کی اور بارگاہ کی تعظیم فرض ہے۔

6......مرشد سے اپنا کوئی حال نہ چھپائے، اپنے جان و مال کو اسی کا سمجھے۔

7......مرشد کا فرمانبردار رہے اور جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔

8......مرشد اگر کوئی حکم دیں تو اسے فوراً بجالائے۔

9......کوئی بھی وظیفہ پڑھنا چاہے، مرشد کی اجازت لے کر پڑھے۔

10......مرشد کے مصلے (یعنی جائے نماز) پر پاؤں نہ رکھے۔

11......مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

12......مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔

13......مرشد کی طرف سلام کے لیے اس وقت ہاتھ نہ بڑھائے، جب وہ کسی شے کے ساتھ مشغول ہوں مثلاً کچھ لکھ رہے ہوں، کھانا کھا رہے ہوں، پانی پی رہے ہوں یا فون پر بات کر رہے ہوں تو اس حال میں باادب بیٹھ جائے۔

14......مرید کو چاہیے کہ وہ مرشد کے آگے یا برابر ہو کر نہ چلے، ہاں اگر کوئی بات کرنی ہو تو برابر ہو کر چلنے میں حرج نہیں۔

15......مرشد کی زیارت کے لیے باوضو حاضر ہو۔

16......کسی بھی بزرگ سے مرید کو جو ملے، اسے اپنے مرشد ہی کا فیض جانے۔

17......مرشد کی اولاد کی تعظیم فرض ہے۔اگر چہ بے جا حال پر ہوں۔

18...... بارگاہ مرشد سے رخصت ہوتے وقت ان سے اجازت طلب کرے۔

محترم حضرات! آداب تو اور بھی زیادہ ہیں مگر میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، بس عمل کی توفیق مل جائے۔ آخر میں طالب ہونے کے متعلق بھی عرض کرتا چلوں۔

☆مرشد کی موجودگی یا ان کے وصال کے بعد طالب ہونا کیسا؟

اپنے مرشد کی موجودگی میں یا ان کے وصال کے بعد کسی سنی صحیح العقیدہ باعمل عالم دین سے برکت لینے کے لیے ان سے بیعت کرنا طالب ہونا کہلاتا ہے۔ طالب ہونا جائز ہے، چاہے کتنے ہی بزرگوں سے ہو مگر مرید صرف اور صرف اپنے مرشد ہی کا رہے گا، چاہے وہ حیات ہوں یا وصال کر گئے ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 26 کے صفحہ نمبر 579 پر فرماتے ہیں کہ دوسرے جامع شرائط (پیر) سے طالب فیض میں حرج نہیں (یعنی طالب ہوسکتا ہے) اگر چہ وہ کسی سلسلہ صریحہ کا ہو اور اس سے جو فیض

حاصل ہو، اسے بھی اپنے مرشد کا ہی فیض جانے۔

☆غوث اعظم علیہ الرحمہ کے مریدوں پر کرم:

ہمیں جب ہمارے مرشد بیعت کرواتے ہیں تو وہ ہمیں غوث اعظم علیہ الرحمہ کا مرید بناتے ہیں، ان کے سلسلہ میں داخل کرواتے ہیں۔ اس کی بڑی برکتیں ہیں۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار میں نقل ہے کہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بے شک میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان ہے۔

اسی بہجۃ الاسرار میں دوسرے مقام پر نقل ہے۔ حضرت شیخ ابوالقاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو کوئی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے یا مجھ کو پکارے تو میں (اللہ تعالیٰ کی عطا سے) اس کی مصیبت دور کر دوں گا اور جو کوئی میرے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔

محترم حضرات! جلدی کیجیے۔ اگر آپ اب تک کسی کامل شیخ کے مرید نہیں بنے تو وقت ضائع نہ کریں۔ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، کسی وقت بھی آ جائے۔ شیطان آپ کو وسوسوں کے ذریعہ روکے گا۔ آپ اس کے وسوسوں پر توجہ نہ دیں اور کامل شیخ کا دامن پکڑ لیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور کل قیامت کے دن غوث پاک علیہ الرحمہ کے غلاموں میں ہمیں اٹھائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

توکل کی اہمیت
اور اس کی برکتیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَ عَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوۡۤا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 23 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے، ہر شان اور رفعت اسی کو زیبا ہے۔ زمین کے اوپر اور زمین کے اندر، ماں کے پیٹ کے اندر

یا ماں کے پیٹ کے باہر ہر چیز کا رزق اسی کے ذمۂ کرم پر ہے لہذا بندوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب پر توکل یعنی بھروسہ رکھیں، توکل دین کی منزلوں میں سے ایک منزل اور یقین رکھنے والوں کے مقامات میں سے ایک مقام ہے بلکہ یہ قرب الٰہی رکھنے والوں کے بلند درجات میں سے ایک درجہ ہے اور توکل والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے جیسا کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 159 میں فرمایا گیا ہے۔

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

ترجمہ: بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

محترم حضرات! کتنا بڑا مقام ہے، اس بندے کا جس کا شمار اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں ہو اور جس کے معاملات رب تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہوں۔ جس کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو اور وہی اس کا محب اور نگہبان ہو تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی کیونکہ محبوب کو نہ سزا دی جاتی ہے، نہ اپنے قرب سے دور کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے لیے کسی قسم کی رکاوٹ ہوتی ہے۔

☆ توکل کب حاصل ہوتا ہے؟

محترم حضرات! جب بندے کی نگاہوں کا مرکز اس کا پروردگار بنتا ہے تو اس

کی تجلیاں اسے ہر شے میں دکھائی دیتی ہیں۔ اس کا اپنے رب پر بھروسہ قائم ہوجاتا ہے اور وہ ہر شے سے مونہہ موڑ کر صرف اسی پر توکل کرنے لگتا ہے۔ اس سے جو ملے، اس پر قناعت کرتا ہے، یہاں تک کہ ادنیٰ شے ملنے پر بھی خوش ہوتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ ہر حال میں اس سے راضی رہتا ہے، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے سوا اس کا چارہ ساز کوئی نہیں، اگر کوئی شے عطا نہ ہو تو سے اس کی حکمت جانتا ہے اور فراخی و تنگی کے احوال میں اس کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس وقت اس کی عبادت درست قرار پاتی ہے، اس کا اپنے رب کی جانب متوجہ ہونے میں مخلص ہونا ظاہر ہوجاتا ہے۔ وہ اپنے خالق کی معرفت سے مخلوق کی معرفت پاتا ہے اور رزق صرف اپنے معبود و رازق سے ہی طلب کرتا ہے۔ جب بندہ توکل کے بلند درجے پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا حال یہ ہوجاتا ہے کہ پھر جب بھی اسے کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے تو اپنے رب کی بارگاہ میں ہاتھ دراز کر دیتا ہے پھر اس کے توکل کی برکت سے رب کی رحمت ایسی جوش میں آتی ہے کہ اس کے ہاتھ نیچے بھی نہیں آپاتے کہ رب تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرما دیتا ہے۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ہر معاملے میں اپنے غلاموں کی تربیت فرمائی لہذا ان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ارشاد فرمایئے کہ توکل کیسا ہونا چاہیے؟

☆توکل کیسا ہونا چاہیے؟

1: حدیث شریف =ابن ماجہ، کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4164 ہے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں ضرور رزق عطا کرے گا جیسا کہ پرندے کو عطا کرتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتا ہے۔

☆بڑے پیٹ والوں کو بھی رزق دیا جاتا ہے:

قوت القلوب (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 585 پر نقل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پرندے کو دیکھو، فصل بوتا ہے نہ کاٹتا ہے اور نہ ذخیرہ کرتا ہے پھر بھی رب تعالیٰ اسے ہر دن نیا رزق عطا فرماتا ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ ہمارے پیٹ پرندوں سے بڑے ہیں تو جانوروں کو دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس مخلوق (کے تم سے بھی بڑے پیٹ) کے لیے رزق مقرر کر رکھا ہے۔

☆ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے:

مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 218 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حج کے زمانے میں تمام امتیں دکھائی گئیں، میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ کثرت کی وجہ سے میدان اور پہاڑ بھرے ہوئے

ہیں۔ان کی کثرت نے مجھے خوش کر دیا۔مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ میں نے کہا ''ہاں'' پھر کہا گیا: ان کے علاوہ مزید ستر ہزار ہیں جو جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ بارگاہ رسالت میں عرض کی گئ: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو اپنے بدن نہیں داغتے، کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرواتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

☆ایسی جگہ سے رزق جہاں گمان بھی نہیں ہوتا:

طبرانی المعجم الاوسط جلد 2 کے صفحہ نمبر 302 پر حدیث نمبر 3359 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص سب سے تعلق توڑ کر اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر مشکل گھڑی میں اسے کافی ہو جاتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو رب تعالیٰ سے تعلق توڑ کر دنیا کی جانب توجہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے سپرد فرما دیتا ہے۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کا کتنا بڑا مقام ہے۔ جنت میں بلا حساب و کتاب داخلہ، ہر مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور ایسی جگہ سے رزق اسے دیا جاتا ہے، جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔واقعی توکل ایک

لازوال دولت ہے جو کہ خوش نصیبوں کو ملتی ہے۔ یہ وہ عظیم نعمت ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں کی جاتی۔ ایک سوال یہاں پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم خود کچھ نہ کریں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر بھروسہ کریں؟ کیا اس کا نام توکل ہے؟ بالاخر توکل درحقیقت کیا ہے؟ آیئے ہم امام رازی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان سے پوچھتے ہیں کہ توکل کیا ہے۔ آپ ہمیں بتائیں۔

☆توکل کا حقیقی معنیٰ:

تفسیر کبیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 410 پر سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 159 کے تحت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: توکل کا یہ معنیٰ نہیں کہ انسان اپنے آپ کو اور اپنی کوششوں کو مہمل چھوڑ دے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں۔ بلکہ توکل یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب کو اختیار کرے لیکن دل سے ان اسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت، اس کی تائید اور اس کی حمایت پر بھروسہ کرے۔

محترم حضرات! آپ نے امام رازی علیہ الرحمہ سے توکل کی حقیقت کو سنا۔ امام رازی علیہ الرحمہ کے اس کلام کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2525 نقل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے اونٹ کو باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا: تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ نمبر 379 پر فرماتے ہیں: توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک (توکل) ہے یعنی اسباب کو چھوڑ دینا توکل نہیں بلکہ اسباب پر اعتماد نہ کرنے (و رب تعالیٰ پر اعتماد کرنے) کا نام توکل ہے۔

☆توکل بہترین چیز ہے:

کرامات صحابہ کے صفحہ نمبر 220 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جس کا بھی پہلے انتقال ہوگا، وہ خواب میں آ کر دوسرے کو اپنا حال بتائے گا۔ میں نے کہا ''کیا ایسا ہوسکتا ہے؟'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! مومن کی روح آزاد رہتی ہے، روئے زمین میں جہاں چاہے، جاسکتی ہے۔ بعد ازاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ میں ایک دن قیلولہ کررہا تھا تو اچانک (خواب میں)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میرے سامنے آ گئے اور بلند آواز سے سلام کیا، میں نے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا کہ وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبے پر ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے۔

☆ توکل و متوکل سے متعلق بزرگان دین کے اقوال:

1۔ ایمان کی چوٹی:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایمان کی چوٹی اخلاص، توکل اور حکم خداوندی پر سر تسلیم خم کر دینا ہے۔

(قوت القلوب جلد 2، ص 573)

2۔ توکل سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں:

حضرت ابو محمد سہل تُستری علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ توکل سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو حقیقی توکل عطا ہوا اور جو باقی بچا، وہ صدیقین اور شہداء کے حصے میں آیا۔ چنانچہ جو توکل سے کچھ بھی تعلق رکھے تو وہ صدیق یا شہید ہے۔ (قوت القلوب، جلد 2، ص 573)

3۔حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کے دوفرامین:

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان کی علامت اس پر توکل (بھروسہ) رکھنا ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بندے کو اس کا محبوب بنا دیتا ہے، اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بندے کو رضائے الٰہی کی موافقت نصیب ہوتی ہے اور یوں رضائے الٰہی کی موافقت سے بندہ اللہ تعالیٰ کے کرم کا مستحق بن جاتا ہے۔(قوت القلوب جلد 2،ص574)

یہ قول بھی حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور قضائے باری تعالیٰ کو تسلیم کرے، اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے اس پر راضی رہے۔تو بے شک اس نے دین کو قائم کیا۔اس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو نیکیاں کمانے کے لیے ہر کام سے فارغ کر لیا اور ان نیک کاموں کے بجالانے میں مصروف کر لیا جو بندے کے معاملے کی اصلاح کرتے ہیں۔

(قوت القلوب، جلد 2،ص574)

☆توکل والوں پرطعن نہ کیا کرو:

حضرت ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: توکل والوں پر طعن نہ کیا کرو، اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں، جنہیں خصوصیت سے نوازا گیا ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں راحت پالی ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا کفایت کرنے والا سمجھتے ہیں اور اب وہ دنیا وآخرت کے غموں سے بے پرواہ ہو چکے ہیں۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے توکل پر طعن کیا، گویا اس نے ایمان کے معاملے میں طعن کیا، کیونکہ یہ باہم ملے ہوئے ہیں اور جس نے متوکلین کو محبوب جانا، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو محبوب جانا۔

(قوت القلوب، جلد2، ص575)

☆متوکلین کا رزق:

حضرت ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: متوکلین کے رزق اللہ تعالیٰ کے علم اور اختیار کے مطابق خاص لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور انہیں مشقت نہیں کرنا پڑتی جبکہ عام لوگ مصروف رہتے اور مشقت اٹھاتے ہیں۔

(قوت القلوب، جلد2، ص586)

☆متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والوں) کا حال:

حضرت شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب قوت القلوب جلد 2 کے صفحہ نمبر 59 پر فرماتے ہیں: متوکل (یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں) کا حال یہ ہے:

1......اس کا دل بندوں کی طرف دیکھنا ختم کر دیتا ہے۔

2......مخلوق کے قبضہ میں موجود اشیاء میں طمع (لالچ) کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔

3......اس کا دل دلوں کو پھیرنے والی اور تدبیر فرمانے والی ذات یعنی اللہ تعالیٰ سے لگ جاتا ہے۔

4......کوئی اسے حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے سے روک نہیں سکتا۔

5......کوئی اسے اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی اور دشمنی کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔

6...... وہ مخلوق کی کسی عادت پر مطمئن ہوتا ہے، نہ اس کی کسی بات پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ اسے یقین ہے کہ اسے رزق دینے اور نفع ونقصان پہنچانے والی ہستی اللہ الواحد کی ہے۔

☆ متوکل تین کام نہیں کرتا:

حضرت ابو محمد سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ متوکل درج ذیل کام نہیں کرتا۔

1......(اگر کچھ پاس نہ ہو تو) کسی سے کچھ نہیں مانگتا۔

2......(اگر کوئی کچھ دے تو) کسی شے کو واپس نہیں کرتا۔

3......(اگر کچھ ملے تو) کچھ جمع نہیں رکھتا۔

(قوت القلوب، جلد 2، ص 668)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ اسی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے "طمع نہیں، منع نہیں، جمع نہیں" مطلب یہ کہ طمع یعنی لالچ نہیں کہ کوئی مجھے کچھ دے جائے گا، ہاں اگر کوئی کچھ ہدیہ یا تحفہ دے کر جائے تو منع نہیں کرتا اور پھر وہ ہدیہ یا تحفہ لے کر اپنے پاس جمع نہیں کرتا، لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔

☆ توکل کی انتہاء:

قوت القلوب جلد 2 ص 612 پر نقل ہے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں چاہتا ہوں کہ تمام بصرہ والے میرے عیال (اولاد) ہوتے اور میرے پاس دینار کا ایک دانہ ہو (تو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں کوئی بھوکا

نہ رہے گا)

حضرت ابو طالب مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ قول توکل کی انتہا ہے اور یہ حال اسی وقت حاصل ہوتا ہے، جب بندہ احکام خداوندی کے سامنے اپنا سر جھکا دے اور اللہ تعالیٰ کی جیسی بھی رضا ہو، اسی پر راضی رہے۔ اس لیے کہ یہ کلام عقل سے بالاتر ہے۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں اکابرین کا توکل بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ آپ سنیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی نیت کیجیے۔

1۔ دروازے پر بیٹھنے والا گوشہ نشین:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 4 کے صفحہ نمبر 811 پر نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آ کر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی سے سنا: اے شخص! تم نے ہجرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کی ہے یا اللہ تعالیٰ کے لیے؟ تم جاؤ اور قرآن سیکھو کہ تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی حاجت نہ رہے گی۔ وہ شخص چلا گیا پھر نظر نہ آیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کروایا تو معلوم ہوا کہ وہ گوشہ

نشین ہو چکا ہے اور عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا اشتیاق رکھتا ہوں پھر تم مجھ سے دور کیوں ہوئے؟ اس نے کہا: میں نے قرآن پڑھا تو مجھے آپ اور آپ کی اولاد کی حاجت نہ رہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم نے قرآن میں کیا پایا؟ اس نے سورۃ زاریات کی آیت نمبر 22 تلاوت کی۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

ترجمہ: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

پھر کہنے لگا: میرا رزق آسمانوں میں ہے اور میں اسے زمین پر ڈھونڈ تا رہا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے، پھر فرمایا: تم نے سچ کہا۔

☆توکل کی برکت سے جنت میں پہلے داخلہ:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 376 پر نقل ہے: ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ اور حضرت محمد واسع علیہ الرحمہ کو جنت میں لے جا رہے ہیں۔ اس بزرگ نے کہا: دیکھوں پہلے کون جنت میں جاتا ہے، چنانچہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کو جنت پہلے میں داخل کیا اور پھر حضرت محمد واسع علیہ الرحمہ کو تب اُن بزرگ نے تعجب سے پوچھا: کہ حضرت محمد

واسع علیہ الرحمہ زیادہ کامل اور عالم تھے۔ جواب ملا کہ یہ تفاوت محض اس وجہ سے ہے کہ دنیا میں حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کا ایک ہی پیراہن تھا (یعنی خدا تعالیٰ پر توکل) اور حضرت محمد واسع علیہ الرحمہ کے دو پیراہن تھے۔ یعنی وہ دنیا میں ذاتی کوشش اور اسباب کو بھی مدنظر رکھتے تھے۔

☆توکل کی برکت سے غیب سے رزق:

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سارا سارا دن خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کی مجلس میں رہ کر علم دین سیکھتے اور رات کو عبادت میں گزارتے۔ عرصہ تک یہی حال رہا۔ ایک دن آپ کی بیوی نے کہا: کہ خرچ بالکل نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کام پر جاتا ہوں جو مزدوری ملے گی، لاکر تم کو دے دوں گا۔ چنانچہ روز اسی طرح کرتے اور سارا دن عبادت میں گزار دیتے۔ شام کو خالی ہاتھ گھر چلے آتے۔ جب بیوی مزدوری کے متعلق سوال کرتی۔ تو فرماتے: جس کے ہاں میں نے مزدوری کی ہے، وہ بڑا کریم ہے۔ مجھے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ وہ کہتا ہے: جب وقت آئے گا، میں خود دے دوں گا۔ وہ کہتا ہے کہ ہر دسویں روز اجرت دیا کروں گا۔ چنانچہ نو دن تک آپ روز عبادت گاہ میں چلے جاتے اور رات کو واپس آجاتے۔ دسویں دن اس خیال سے کہ اب بیوی کو جا کر کیا جواب دوں گا۔ شرمندہ ہو رہے

تھے اور آہستہ آہستہ تشریف لا رہے تھے۔ اسی اثناء میں رب تعالیٰ نے اپنے موکل کی معرفت آپ کے گھر آٹا، گھی اور تین ہزار درہم اور دیگر ضروریات کی تمام چیزیں بھجوادیں اور کہا کہ یہ دس دن کی مزدوری ہے۔ اگر زیادہ کام کروگے تو اجرت (مزدوری) زیادہ دوں گا اور جب گھر کے نزدیک پہنچے اور جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ کئی قسم کے کھانے تیار ہورہے ہیں۔ بیوی نے خوشی میں آکر کہا کہ وہ کون نیک بخت ہے جس کا کام تم کرتے ہو۔ اس نے آج یہ چیزیں دس دن کی مزدوری کے طور پر بھیجی ہیں اور پیغام بھیجا ہے کہ کام ذرا زیادہ محنت سے کرے۔ میں مزدوری زیادہ کروں گا۔ یہ سن کر آپ آبدیدہ ہوگئے اور خیال کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے محض ایک گنہگار کی دس دن کی ناکام اور بے حضور عبادت کے عوض یہ کچھ عطا فرمایا۔ اگر زیادہ حضور قلب سے عبادت کی جائے گی تو وہ کیا کچھ نہ کرے گا۔ یہ کہہ کر بالکل ہی دنیا سے مونہہ موڑ لیا اور عبادت میں مصروف ہوگئے اور بالاخر عنایت الٰہی سے مستجاب الدعوات بزرگوں میں سے ہوگئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 40)

آپ علیہ الرحمہ کا دولت خانہ بصرہ میں عین چوراہا پر تھا۔ ایک پوستین آپ ہمیشہ پہنے رہتے تھے۔ ایک دن وہ پوستین چوراہا میں چھوڑ کر آپ کہیں اور چلے گئے۔ اتنے میں خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ کی پوستین کو

پہچان کر وہیں کھڑے ہو گئے۔اس خیال سے کہ کوئی اٹھا کر نہ لے جائے۔ بڑی دیر بعد حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ کو دیکھ کر پوچھا۔امام المسلمین! آپ کیسے تشریف لائے۔خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پوستین کو کس کے بھروسہ پر چھوڑ گئے تھے۔عرض کی کہ اس کے بھروسہ پر جس نے آپ کو حفاظت کے لیے مقرر فرمایا ہے (تذکرۃ الاولیاء، ص 41)

☆ ایک بزرگ علیہ الرحمہ کا توکل اور امام مسجد:

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ ایک بزرگ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ وہ بزرگ مسجد میں نماز کے لیے سب سے پہلے تشریف لاتے اور پہلی صف میں بیٹھ جاتے اور نماز کے بعد سب سے آخر میں مسجد سے باہر نکلتے۔ امام صاحب نے ایک دن ان بزرگ سے پوچھا: میں آپ کو ایک عرصہ سے سب سے پہلے مسجد میں آتا اور آخر میں نکلتا دیکھتا ہوں۔آپ کو کون کھلاتا پلاتا ہے؟ یہ سن کر ان بزرگ نے کہا کہ لگتا ہے کہ مجھے آپ کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں دوبارہ لوٹانی ہوں گی کیونکہ جس امام کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ نہ ہو جو عالمین کا پالنے والا ہے۔اس امام کے پیچھے میری نمازیں کیسے ہوں گی؟

پھران بزرگ نے امام صاحب سے پوچھا: آپ کوکون کھلاتا پلاتا ہے؟ امام صاحب نے کہا: اللہ تعالیٰ تو بزرگ فرمانے لگے: جو رب تعالیٰ آپ کو کھلاتا ہے، وہی مجھے کھلاتا ہے۔

☆ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کے والد کا توکل:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 46 پر نقل ہے۔ جس رات حضرت رابعہ بصریہ پیدا ہوئیں، اس رات آپ کے والد کے ہاں اتنا کپڑا نہیں تھا جس میں آپ کو لپیٹا جا سکے اور اتنا روغن بھی نہیں تھا کہ آپ کی ناف پر چپڑ دیا جاتا۔ چراغ جلانے کے لیے تیل بھی نہ تھا مگر آپ نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ مخلوق کے سامنے سوال دراز نہیں کریں گے۔ پریشانی کے عالم میں رات سو گئے تو خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خواب میں نبی پاک ﷺ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ شہر بصرہ میں عیسیٰ زادان کو ایک کاغذ پر لکھ کر میرا پیغام دو کہ تو ہر رات سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اور جمعہ کے دن چار سو مرتبہ درود بھیجتا ہے مگر گزشتہ جمعہ درود پاک بھیجنا بھول گیا ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ پیغام پہنچانے والے کو چار سو دینار دے دو۔

صبح اٹھ کر والد رونے لگے اور خط لکھ کر ایک شخص کے ہاتھ بھیج دیا۔ امیر عیسیٰ

زادان نے جب وہ خط دیکھا تو کہا کہ دس ہزار درہم اس شکرانے میں جو نبی پاک ﷺ نے مجھے یاد فرمایا۔ یہ دس ہزار درہم اپنے ہاتھوں سے فقیروں میں تقسیم کردو اور چار سو دینار میری طرف سے اور چار سو دینار ارشادِ نبوی کی تعمیل میں میری طرف سے قبول فرمائیے اور جب بھی تمہیں کوئی حاجت ہو، صرف اطلاع دے دینا، میں پوری کردوں گا۔

☆حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کا توکل:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 49 پر نقل ہے کہ ایک مرتبہ کافی بھوکے لوگ آپ کے گھر حاضر ہوئے اور کھانا طلب کیا۔ آپ کے گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں، سوچ رہی تھیں کہ مہمانوں کا پیٹ دو روٹیوں میں کیسے بھرے گا۔ اتنے میں ایک سائل نے آکر آواز دی۔ آپ نے وہ دونوں روٹیاں اس سائل کو دے دیں۔ مہمان حیران رہ گئے کہ دو ہی روٹیاں تھیں اور وہ بھی سائل کو دے دیں، اب ہمارا کیا ہوگا۔

اتنے میں ایک لونڈی نے دروازے پر دستک دی اور کہا کہ کدبانو نے روٹیاں بھیجی ہیں۔ آپ نے روٹیاں گنتی کیں تو اٹھارہ روٹیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ کسی اور کو دینے کو کہا ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ نے روٹیوں سمیت لونڈی کو واپس

بھیج دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لونڈی پھر روٹیاں لے کر آئی، آپ نے روٹیاں گنتی کیں تو بیس تھیں۔ آپ نے روٹیاں رکھ لیں اور لونڈی کو روانہ کر دیا اور روٹیوں کو مہمانوں کے آگے رکھ دیا۔

کھانا کھا کر مہمان پوچھنے لگے۔ اس واقعہ میں کیا راز ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے دو روٹیاں راہ خدا میں دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مولا تیرا وعدہ ہے کہ جو کوئی تیری راہ میں ایک دیتا ہے تو، تو اس کا دس عطا فرماتا ہے اور مجھے اس بات پر یقین ہے۔ اسکے بعد جب اٹھارہ آئیں تو میں سمجھ گئی کہ یہ رب کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ اسکی طرف سے بیس ملنی چاہئیں لیکن تھوڑی دیر بعد دوبارہ بیس روٹیاں آئیں تو میں سمجھ گئی کہ رب کا وعدہ سچا ہے۔

☆توکل پر انعام:

تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 49 پر نقل ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا ایک مرتبہ نماز ادا کر رہی تھیں۔ آپ کو کمزوری ہونے لگی۔ چنانچہ نیند آ گئی، اتنے میں ایک چور نے آ کر آپ کی چادر اٹھائی اور چل دیا، لیکن جب دروازے تک پہنچا تو دروازہ نظر نہ آیا، چنانچہ اس نے چادر کو رکھ دیا تو دروازہ پھر نظر آنے لگا۔ اسی طرح چند مرتبہ ہوا کہ چادر لے کر جب جانے لگا تو دروازہ نہ نظر آتا اور چادر

رکھ دیتا تو دروازہ نظر آتا بالاخر چور کو غیب سے آواز آئی، ایک دوست سو رہا ہے تو کیا ہوا۔ دوسرا دوست تو جاگ رہا ہے۔

☆ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کی زوجہ کا توکل:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں جہاد پر جاتا ہوں۔ چار مہینے کے لیے تجھے کس قدر خرچ درکار ہوگا؟ بیوی نے کہا کہ جس قدر میری زندگی ہے، فرمایا کہ میرے ہاتھ میں نہیں۔ بیوی نے کہا کہ پھر میری روزی بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ چنانچہ آپ جہاد پر چلے گئے۔ آپ کی غیر موجودگی میں ایک بڑھیا نے آپ کی بیوی سے پوچھا کہ حاتم تمہارے لیے کس قدر روزی چھوڑ گئے ہیں؟ آپ کی بیوی نے کہا کہ وہ روزی کھانے والے تھے، تشریف لے گئے۔ روزی دینے والے نہیں تھے مگر روزی دینے والا تو میری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص156)

☆ حضرت شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمہ کی بیٹی کا توکل:

بادشاہ وقت نے آپ کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ آپ نے فرمایا کہ تین دن کی مہلت دو چنانچہ مہلت ملنے پر آپ نے مسجدوں کے گرد چکر لگانا شروع کیے۔

تیسرے روز ایک فقیر سے ملاقات ہوئی جو نہایت اچھی طرح سے نماز پڑھ رہا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو کہا شادی شدہ ہو یا نہیں؟ فقیر نے جواب دیا کہ میرے جیسے بے نوا کو کون لڑکی دے گا جس کے پاس تین درہم سے زیادہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: فکر مت کرو، یہ تین درہم کافی ہیں۔ ایک روٹی کے لیے، دوسرا شیرینی (مٹھائی) کے لیے اور تیسرا خوشبو کے لیے۔

چنانچہ آپ نے اپنی بیٹی کا اسی رات اس فقیر سے نکاح کر دیا۔ رات کو جب لڑکی نے دستر خوان پر خشک روٹی دیکھی تو پوچھا، یہ روٹی کیسی ہے؟ فقیر نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ بادشاہ کی بیٹی میری بے نوائی میں شریک نہیں ہوسکتی۔ لڑکی نے کہا: ایسا نہیں ہے بلکہ مجھے اپنے باپ پر افسوس ہے کہ جس نے میرا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کر دیا جس کا رب پر توکل ہی نہیں۔ فقیر نے کہا کہ کیا اس کا کچھ کفارہ ہوسکتا ہے؟ لڑکی نے کہا: ہاں۔ اس گھر میں خشک روٹی رہے گی یا میں۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص184)

☆توکل کیا ہے؟

حضرت جعفر جلائی علیہ الرحمہ نے توکل کے متعلق ارشاد فرمایا کہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی دونوں حالتوں میں بلکہ نہ ہونے کی صورت میں بالخصوص

خوشی ہو۔

☆صوفیہ کا توکل:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں حضرت حاتم الاصم علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے چار باتوں کا علم حاصل ہوا ہے، میں عالم کے تمام علوم سے بے پرواہ ہو گیا ہوں۔

1...... میں نے جان لیا ہے کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے، جس میں نہ کمی ہو سکتی ہے، نہ زیادتی۔ لہذا زیادہ کی خواہش سے بے نیاز ہوں۔

2...... میں نے جان لیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا جو مجھ پر حق ہے، جسے میرے سوا کوئی ادا نہیں کرسکتا لہذا اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔

3...... موت ضرور آنی ہے جس سے راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا لہذا میں نے اسے پہچان لیا ہے۔

4...... میں نے جان لیا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے جو ہمہ وقت مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں اس سے شرم کرتا ہوں اور نافرمانیوں سے باز رہتا ہوں۔

☆اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا توکل:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پہلی بار کی حاضری

(حرمین طیبین 1295ھ) والدین کے ہمراہ تھی۔اس وقت مجھے تئیسواں سال تھا۔واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا۔لوگوں نے کفن پہن لیے تھے۔والد صاحب کا اضطراب دیکھ کران کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں۔خدا تعالیٰ کی قسم! یہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔یہ قسم میں نے حدیث شریف ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی میں سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد فرمائی ہے۔میں نے وہ دعا پڑھ لی۔حدیث شریف میں وعدہ کیا گیا ہے اس پر کامل یقین ہے۔تین دن تک تیز ہوا یعنی طوفانی ہوا چل رہی تھی پھرزور ٹوٹا اور جہاز طوفان سے نجات پا گیا۔

بریلی میں طاعون شدت کے ساتھ تھا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے مسوڑھوں میں ورم آ گیا اور اتنا زیادہ ہوا کہ حلق اور مونہہ بند ہوگیا۔مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق میں اتارتے۔بخار بہت شدید تھا۔کان کے پیچھے گٹھلیاں تھیں،طبیب نے کہا: یہ طاعون ہے۔حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ مجھے طاعون نہیں لگ سکتا کیونکہ میں نے اپنے آقا ومولا ﷺ کی بتائی ہوئی دعا حفاظت کی پڑھ لی تھی۔رات سویا تو ایک بزرگ خواب میں آئے اور فرمانے لگے: احمد رضا! مسواک کر مسواک۔میں نے اٹھ کر مسواک کی۔مونہہ سے کچھ خون نکلا اور میں مکمل شفایاب ہوگیا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص 91)

محترم حضرات! آپ نے بزرگان دین کے توکل پر مبنی واقعات سنے۔ یقینا آپ کا ایمان تازہ ہوگیا ہوگا اور آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ توکل کی بے شمار برکتوں میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ بندہ مخلوق کی محتاجی سے بچ جاتا ہے، جیسا کہ حضرت سلیمان خواص علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر کوئی شخص سچی نیت سے اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو امراء (مالدار) اور غیر امراء (غیر مالدار) سب اس کے محتاج ہوجائیں گے اور وہ کسی کا محتاج نہ ہوگا کیونکہ اس کا مالک غنی وحمید ہے (منہاج العابدین، ص 104)

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا مسلمان سکون، اطمینان اور خوشحال زندگی گزارتا ہے۔ توکل سے ذہنی وقلبی سکون اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اکثر مجلس میں فرمایا کرتے تھے: اپنی تدبیر اس ذات کے سپرد کردے جس نے تجھے پیدا فرمایا ہے (یعنی فقط اللہ کریم پر بھروسہ کر) تو راحت پائے گا۔ (منہاج العابدین، ص 13)

آخر ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں توکل کی دعا کیجیے کہ اس کی رحمت بہت بڑی ہے۔ اس سے جو مانگو، وہ اپنے فضل سے عطا فرماتا ہے۔ توکل کی یوں دعا مانگیے: اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے

وسیلہ سے توکل کی دولت عطا فرما اور ہمیں اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرنا، مجھے ہر ہر معاملے میں بس تیری ہی ذات پر بھروسہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ